

صُحُفٌ مُّطَهَّرَةٌ فِيهَا كُتِبَ قِيمَةٌ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
آخر آمد ز پس پرده تقدیر پدید

یعنی

— (اُرْدُو ترجمہ) —

مکتوبات امام ربانی

حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی قدس سرہ

کَافِرًاوَلْیَوْمَ خُصَّ سَمُومٌ

— (تصحیح و حواشی و ترجمہ) —

مولانا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی

خطیب و امام مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

— (ناشر) —

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بک دُرود کراچی

(جملہ حقوق ترجمہ بحق ناشر محفوظ ہیں)

طبع اول — آفٹ ایڈیشن — ۱۹۷۱ء

کتاب — مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد اول حصہ سوم

مترجم — مولانا محمد سعید احمد نقشبندی - لاہور

طابع و ناشر — مدینہ پبلشنگ کمپنی - بند روڈ کراچی

مطبع — مشہور آفٹ پریس - کراچی

تعداد — دو ہزار (۲۰۰۰)

قیمت — حصہ اول - دو نم - سو کم
مجلد معہ پلاسٹک کور

صلنے کا پتہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی - بند روڈ - کراچی

فہرست مکتوبات امام ربانی (اردو حصہ سوم دفتر اول)

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۲۵	اللہ تعالیٰ ایک پرشیدہ خزانہ تھا۔ اس نے پیدا کر پرشیدگی سے عالم ظہور میں ملو کر ہو۔	۲۳	مکتوب نمبر ۲۳ اس بیان میں کہ اداۓ نفل اگرچہ حج بیت اللہ ہی ہو، اگر فرض میں سے کسی فرض کے فوت ہونے کا باعث ہو تو وہ لا یعنی میں داخل ہے۔
۲۵	جہاں اللہ تعالیٰ کا پیدا کیا ہوا ہے اور اس کے شیوات پر دلالت کرتے والا ہے۔	۲۳	اپنے اعمال کی تقییس کرتے رہنا چاہیے کہ نفل عبادت میں ضرورت ہو یا فرض میں۔
۲۵	اس بات کا بیان کہ اتحاد اور عینیت اور اتحاد اور عینیت اور مربیان ذاتی کا حکم ٹکریں سے ہے۔	۲۳	ایک نفل حج کے لیے اتنے ممنوعات کا ترک ہونا ٹیک نہیں۔
۲۵	کشف صحیح والے حضرات حق تعالیٰ کو بیحد حقیقی جانتے ہیں۔ ایک مثال سے اس کی وضاحت	۲۳	مکتوب نمبر ۲۴ اس بیان میں کہ استطاعت راہ و وجوب حج کی شرط ہے۔ استطاعت نہ ہونے کی صورت میں حج کی ادائیگی حصول طلب کی نسبت تفسیر اوقات میں داخل ہے۔
۲۵	ایک ذات ہو تو تسلیم کرنا اور اس کے ماسوا کو ادا نام و خیالات قرار دینا سرفطائیہ کا مذہب ہے	۲۳	فقراء (اولیاء اللہ) کی محبت میں عدم فقر و عظیم سعادت کی نشانی ہے۔
۲۴	مکتوب نمبر ۲۶ اس بیان میں کہ طالب کو چاہیے کہ تمام انفسی اور ذاتی آلہ کی نفی کرے۔	۲۳	اہم کام کو چھوڑ کر غیر اہم میں مشغول ہونا غیر مناسب ہے۔
۲۴	جو کچھ فہم و ہم کے حوصلہ میں آئے اس کی نفی کے تحت لاکر کر لی چاہیے۔ وجود کی بھی وہی گنجائش نہیں۔ اس ذات کو وجہ کے مادی میں تماشہ کرنا چاہیے۔	۲۳	مکتوب نمبر ۲۵ اس بیان میں کہ عالم صغیر (انسان) اور عالم کبیر جہاں (صفات اور اساتے الہیہ کے مظاہر ہیں) عالم بوسائے کے ساتھ مظہریت اور مخلوقیت کے سوا کچھ مناسبت نہیں۔
۲۴	وجود واجب نامد علی القات ہے۔	۲۳	
۲۴	وجود کو عین ذات کہنا کوتاہ نظری کے باعث شیخ علاء الدین کے قول کی نقل	۲۳	
۲۴	اس درویش کو مرتبہ وجود سے اوپر گنا کر کے گئے۔ وجود کو راہ ہی میں چھوڑ گیا۔	۲۳	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۰	تفرقے اور با معیت کا باعث ہے۔	۲۸	الغرض حوصلہ ممکن میں جو کچھ آتا ہے وہ بطریق اولیٰ ممکن ہی ہوتا ہے۔
۳۱	بہترین مخلوقات بھی انسان اور بدترین مخلوقات بھی یہی ہے۔	۲۸	خدا فی اللہ اور بقا باللہ کے حصول سے کوئی یہ گمان نہ کرے کہ ممکن واجب بن جاتا ہے۔
۳۱	تعلقات کی میل پیل سے مکمل آزادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے آپ کے بعد انبیائے کرام اور دوسرے اولیاء ہیں۔	۲۸	بلند ہستی اسی طرح کے مطلب کو پامتی ہے کہ اس ذات سے کچھ بھی ہاتھ نہیں آئے اور اس کا کچھ نشان بھی معلوم نہ ہو۔
۳۱	مکتوب نمبر ۳۱	۲۸	مکتوب نمبر ۳۲
۳۱	اس بیان میں کہ تلویحات احوال کا کچھ اعتبار نہیں	۲۸	اس بیان میں کہ والدین کی خدمت اگرچہ حیات میں سے ہے لیکن مطلب تحقیقی تک وصول کے سامنے محض بیکاری میں داخل ہے۔
۳۲	مکتوب نمبر ۳۲	۲۸	اللہ کا حق تمام مخلوق کے حقوق پر مقدم ہے مخلوق کے حقوق کی ادائیگی خدا تعالیٰ کے حکم کی فرماں برداری کی وجہ سے ہے۔
۳۲	حضرات خواجگان کے طریقہ کی شان کی بلندی کے بیان میں۔	۲۹	۱۔ بلند ہستی کی ترغیب اور مطلب بے چرنی کے سرا کسی شے پر کفایت نہ کرنے کے بیان میں۔
۳۲	یہ جان لیں کہ حضرات خواجگان کا طریقہ مطلوب تک پہنچانے میں تمام دوسرے طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ دوسروں کی نہایت ان کی ابتداء میں درج ہے یہ سب کچھ سنت کی پابندی اور بدعت سے بچنے کی وجہ سے ہے۔ احوال و مزاجید کو احکام شرعیہ کے تابع کیا گیا ہے۔	۳۰	السَّامِعُ مِنَ احِبِّ
۳۲	بعض متاخرین خلفائے اس طریقہ میں بہت سی نئی باتیں رائج کر دی ہیں۔	۳۰	مطلب کو دروازہ الرامیں تلاش کرنا چاہیے۔
۳۳	مثلاً نماز تہجد کا ساعت اور پوری جمیعت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ عمل مکروہ ہے۔	۳۰	اس معنی کا حصول شیخ مقداد کی ترجمہ سے وابستہ ہے اور اس کی ترجمہ مرید کے افہام اور محبت کے اعزاز کے مطابق ہے۔
۳۳	نماز تہجد میں ایک دوسری بدعت کا بیان۔	۳۰	مکتوب نمبر ۳۳
۳۳	مکتوب نمبر ۳۳	۳۰	اس بیان میں کہ انسان کی جاہلیت اس کے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۳۸	درویشی میں طول اہل کفر ہے۔	۳۴	کی صحبت کی ترغیب کے بیان میں۔
۳۸	مکتوب نمبر ۱۳۷		فقراء کی جاہل کوشش اغیار کی صدر نشینی سے
۳۸	نماز کی شان کی بندی کے بیان میں	۳۴	بغیر ہے۔
	عبادات میں لذت اور ان کی ادائیگی میں کلفت		ان من اذوا جکم واولادکم عدوا لکم
	کا دور بہرہ جانا خصوصاً اس کے نماز میں اللہ تعالیٰ کی	۳۴	فاخذ روحم۔
	بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ وہ لذت جو نماز میں نصیب	۳۵	مکتوب نمبر ۱۳۸
۳۸	ہوتی ہے اس میں نس کا کچھ حصہ نہیں۔		اس بیان میں کفر سے کفریت جانا چاہیے۔
۳۹	مکتوب نمبر ۱۳۸	۳۵	اور وقت کی قدر کرنی چاہیے۔
	کینی دنیا کی مذمت اور برائی میں اور بابائے ملت	۳۵	رسوم و عادات سے کچھ کام نہیں بنتا۔
۳۹	سے دور رہنے کے بیان میں۔	۳۵	هذا المسوفون
۳۹	دنیا اللہ تعالیٰ کو محنت ناپسند ہے۔	۳۶	مکتوب نمبر ۱۳۹
۴۰	ان من اذوا جکم واولادکم عدوا لکم		تسویف (تسویری ویر کر یہ کام کروں گا) اور
	فاخذ روحم۔	۳۶	تاخیر سے روکنے کے بیان میں۔
۴۰	دنیا داروں کی صحبت و مجلس زہر قاتل ہے۔	۳۶	مکتوب نمبر ۱۴۰
	حدیث من قواضم لغنی لغنا کا ذهب	۳۶	ولایت عامر اور خاصہ کے بیان میں۔
۴۰	ثلثا دینم۔		ولایت خاصہ حمیدہ زوج و نزول کے دونوں
۴۱	مکتوب نمبر ۱۴۱		پہنوں کے اعتبار سے تمام مراتب ولایت سے
	اس بیان میں کہ اس بدنصیب گروہ کی مذمت	۳۶	محنت از ہے۔
۴۱	کرنا جائز ہے جو اہل اللہ پر اعتراض کرتا ہے۔		آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوا۔
	مخلوق کی طرف سے ایذا اور ملامت عشق کے		اور آپ رویت بصری سے مشرف ہوئے آپ کے
۴۱	تھنوں میں سے ہے۔	۳۷	کال متبیین کو بھی اس سے حصہ ملا ہے۔
۴۱	مکتوب نمبر ۱۴۲	۳۷	مکتوب نمبر ۱۴۱
	اس بیان میں کہ رنج و محنت محبت کے لوازمات		مطلب حقیقی کے حاصل کرنے میں تسویف اور
۴۱	میں سے ہے۔	۳۷	تاخیر سے روکنے کے بیان میں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۸	مکتوب نمبر ۱۴۷	۴۲	مکتوب نمبر ۱۴۱
	اس بیان میں کہ گشتِ پیوستن پر مقدمہ چاہا سادہ		اس بیان میں کہ اس کام درجہ معرفت میں حمد
۴۸	اس کے برعکس ہے۔	۴۲	کام اخلاص و محبت ہے۔
۴۸	اس بارے میں مشائخ تین گروہ ہیں	۴۲	مکتوب نمبر ۱۴۲
۴۹	مکتوب نمبر ۱۴۸		اس بیان میں کہ ان بزرگوں کی نسبت اگر فقہری
	اس بیان میں کہ سیرالی اللہ کا ظہار کرنے والا	۴۲	سی بھی نصیب ہو جائے تو وہ تہذیبی نہیں۔
	بے حاصل ہے۔ اور اس بیان میں کہ مشائخ کی	۴۲	مکتوب نمبر ۱۴۳
	روحانیات کے توسل کے قریب میں نہیں آنا چاہیے		اس بیان میں کہ موسمِ حوائی کو غنیمت جانتا چاہیے
	کیونکہ مشائخ کی وہ صورتیں درحقیقت اپنے شیخِ مقدر	۴۳	اور لہو و لب میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔
۴۹	کے لطافت ہوتے ہیں۔	۴۵	مکتوب نمبر ۱۴۴
۵۰	مکتوب نمبر ۱۴۹		سیر و سلوک کے معنی کے بیان میں اور سیرالی اللہ
	اس بیان میں کہ تفکر کسی معنی سبب پر نہیں کاربہ	۴۴	اور سیر فی اللہ اور دعا اور سیروں کا بیان
۵۰	دینی چاہیے۔		سیرالی اللہ اور سیر فی اللہ ولایت کے حاصل
۵۰	لوگوں کی گفت و شنید سے دیگر نہیں ہونا چاہیے		کرنے کے لیے ہیں اور تیسری اور چوتھی سیر مقامِ حق
۵۱	مکتوب نمبر ۱۵۰	۴۵	کے حصول کے لیے ہے۔
	اس بیان میں کہ مطلوبیت کے شایانِ شان صرف	۴۴	مکتوب نمبر ۱۴۵
۵۱	ذاتِ حق سبحانہ ہے۔		اس بیان میں کہ نقشِ بندہ کی مشائخ نے سیر کی
۵۱	مکتوب نمبر ۱۵۱		ابتداء عالم امر سے افتخار کی ہے۔ اور اس ستر کے بیان
	طریقہ حضرات خواجگان کی بزرگی کے بیان		میں کہ اس طریقہ کے بعض مبتدی غیر متاثر کیوں ہوتے
	میں۔ اور یادداشت کا وہ معنی جو ان اکابر کے	۴۴	ہیں۔
۵۱	ساتھ مندرج ہے۔	۴۸	مکتوب نمبر ۱۴۶
۵۲	مکتوب نمبر ۱۵۲		سبق کے تذکرہ کی نصیحت کے بیان میں۔
	اس بیان میں کہ رسول کی اطاعت میں حق تقاضا		ایسا نہ ہو کہ دنیا کی کردہ مستر طالبِ کریم
۵۲	کی اطاعت ہے۔	۴۸	سے ہلاک ہے۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۵۷	بہ صورت چند روزہ زندگی قراء کے ساتھ بسر کرنی چاہیے۔	۵۲	بعض مشائخ نے حالت سکر میں ایسی باتیں کہی ہیں جو دوا اعتدال کے درمیان فرق کی خبر دیتی ہیں۔
۵۸	مکتوب نمبر ۱۵۷	۵۳	مکتوب نمبر ۱۵۳
۵۸	اس بیان میں کہ جب کوئی درویشوں کی خدمت میں جائے تو چاہیے کہ اپنے آپ کو خالی تصور کرے تاکہ پرہیزگار واپس آئے۔ اور اس بیان میں کہ سب سے پہلے عقائد درست کرنے چاہئیں۔	۵۴	اس بیان میں کہ اسوا کی غلامی سے مکمل آزادی فنا مطلق سے وابستہ ہے۔
۵۸	حضرت خواجہ نقشبند نے فرمایا ہے کہ اول خشکی اور عاجزی دکھارے۔ پھر کسی شکستہ دل کی توجہ مبذول ہوگی۔	۵۴	احوال مقامات میں گزشتہ غیر میں گزشتہ ہے
۵۸	جو کچھ لازم اور ضروری ہے اول یہ ہے کہ عقائد درست کیے جائیں۔ دوم احکام شریعہ کا علم حاصل کرنا۔ سوم اس علم کے مطابق عمل کرنا۔ چہارم تعصبات اور تزکیہ کا راستہ اختیار کرنا۔	۵۴	مکتوب نمبر ۱۵۴
۶۱	مکتوب نمبر ۱۵۸	۵۴	اس بیان میں کہ اپنے آپ سے گزشتہ چاہیے اور اپنے اندر آنا چاہیے۔
۶۱	اس بیان میں کہ مراتب کمال میں فرق استغنیوں کے فرق کے مطابق ہے۔	۵۵	وَحْمُ نَفْسِكَ وَتَعَالَ۔ جو کچھ ہے تیری گوشتی کے نیچے ہے۔
۶۲	مکتوب نمبر ۱۵۹	۵۵	سیر آفاقی دوری ہی دوری پر مشتمل ہے اور سیر انسی قرب در قرب ہے جو شخص اس سے ملال یا اتحاد بکھے وہ احمق اور گمراہ ہے۔ اس مقام کے حاصل ہونے سے قبل اس میں غور و فکر کرنا ممنوع ہے۔
۶۲	ما تم پرسی کے بیان میں۔	۵۵	مکتوب نمبر ۱۵۵
۶۲	آلام اور مصائب بظاہر تبلیغ ہیں لیکن باطن میں شیریں ہیں	۵۶	اپنے اصل کی طرف رجوع کی ترغیب کے بیان میں
۶۲	حدیث ما الیبت الا کا الغریق المتغوث	۵۶	حُبِّ الْوِطْنِ مِنْ الْاِیْمَانِ صحیح حدیث ہے۔
۶۲	یفتقر دعوة الخ	۵۶	بے چارہ کہاں جائے۔ اس کی پشیانی تو اس کے تقدیر ہے۔
۶۳	مکتوب نمبر ۱۶۰	۵۷	مکتوب نمبر ۱۵۶
		۵۷	اہل اللہ کی صحبت و مجلس کی ترغیب کے بیان میں
		۵۷	المرء مع من احب

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۶۸	سلامتی قلب کی نشانی	۶۱	اس بیان میں کہ مشائخ طریقت میں گروہ ہیں اور ہر گروہ کے حامل کی شرح۔
۶۹	مکتوب نمبر ۱۶۲	۶۲	پسلا گروہ اس امر کا قائل ہے کہ عالم حق تعالیٰ کی ایجاد سے خارج میں موجود ہے۔ اور جو کچھ اس میں ہے حق تعالیٰ کی ایجاد سے ہے۔
۶۹	ماہ رمضان مبارک کی فضیلت کے بیان میں اور قرآن مجید کے ساتھ اس کی مناسبت کا بیان اور کھجور کی جامعیت کا بیان	۶۳	دوسرا گروہ عالم کو حق تعالیٰ کا مخلوق قرار دیتا ہے اور بطریق کلیت عالم کو خارج میں مانتا ہے۔
۶۹	حدیث اکبر موعظتکمہ النخلۃ الخ	۶۴	تیسرا گروہ وحدت وجود کا قائل ہے یعنی خارج میں صرف ایک ذات موجود ہے اور بس الخ
۶۹	حدیث نعمہ مسجود المؤمن القمر	۶۵	الاحیاء ما شئت و اشدت الوجود
۷۱	مکتوب نمبر ۱۶۳	۶۶	تیسرا گروہ بھی اگرچہ داخل اور کامل ہے مگر اس کی باتوں نے مخلوق کو ضلالت اور بے دینی تک پہنچایا ہے
۷۱	اس بیان میں کہ ایمان اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔	۶۷	پسلا گروہ سب سے کامل اس کے زیادہ محفوظ اور کتابے سنت کے ساتھ سب سے زیادہ موافق ہے اور اس کا بیان۔
۷۲	کفار سے جہاد اور ان پر مبنی خلق عظیم میں داخل ہے۔	۶۸	اس بلند گروہ کو مقام جمہدیت سے جو نہایت مقامات ہے مکمل حصہ ہے۔
۷۲	اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی غماری میں ہے جس نے اہل کفر کی عزت کی اس نے اہل اسلام کو خوار کیا۔	۶۹	یہ درویش بھی پہلے توحید و ہدوی کا متقدم تھا
۷۲	کفار کو اپنی مجالس میں جگہ دینا اور ان کے ساتھ ہم نشینی کرنا انہیں عزت دینے میں داخل ہے	۷۰	مکتوب نمبر ۱۶۱
۷۲	انہیں کتوں کی طرح جانا چاہیے	۷۱	اس بیان میں کہ منازل سلوک طے کرنے سے مقصود ایمان خبیثی کا حصول ہے جو اطمینان سے وابستہ ہے۔
۷۲	کفار سے دوستی کے نقصان کا بیان	۷۲	اس امر کا بیان کہ اطمینان نفس کب میسر آتا ہے
۷۳	جزیہ لینے سے مقصود کا بیان	۷۳	
۷۳	اسلام کے حصول کی علامت کفار کے ساتھ بغض و عداوت ہے	۷۴	
۷۳	کفار سے دعا میں طلب کرنی چاہیے۔	۷۵	
۷۳	جس طرح اسلام کفر کی ضد ہے اسی طرح کفر	۷۶	

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۴۳	دنیا کی ضد ہے۔	۴۳	نہیں رکھنا چاہیے۔ اور ذکر کثیر کے ذریعہ مرض قلبی
۴۳	ترک دنیا دو طرح پر ہے۔	۴۴	کا ازالہ کرنا چاہیے۔
۴۳	سوسنے چاندی اور ریشم کے استعمال سے پرہیز	۴۴	وہ دل جو غیر حق میں گرفتار ہو اس سے غیر کی
۴۳	کرنا چاہیے۔	۴۴	کیا توقع ہو سکتی ہے۔ وہ روح جو غیر اشیاء کی
۴۳	مباح امور کے دائرے کو بہت وسیع کر دیا گیا	۴۴	طرف مائل ہو نفس امارہ اس سے بہتر ہے۔
۴۳	ہے۔ صل و حرمت کے بارے میں ہمیشہ دیندار علماء	۴۴	حضرت مجددِ قدس سرہ کا اپنے کتے کے
۴۳	کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔	۴۴	پینے کا حکم دینا اور اس سے تباہی کا منتظر رہنا،
۴۵	مکتوب نمبر ۱۶۲	۴۵	کیونکہ وہ کرتہ مبارک کثیر البرکت ہے۔
۴۵	اس بیان میں کہ حق سبحانہ کا فیض خاص و عام	۴۵	مکتوب نمبر ۱۶۳
۴۵	پر ہر وقت ہمیشہ وارد ہوتا رہتا ہے۔ اس کے قبول	۴۵	پروردگار عالم کی بندگی کی ترغیب اور باطل
۴۵	کرنے یا نہ قبول کرنے کا فرق مخلوق کی طرف سے ہے۔	۴۵	الوں کی پرستش سے بچنے کے بیان میں۔
۴۵	حق تعالیٰ سے منہ پھیرنے کی صورت میں دنیا	۴۵	اللہ تعالیٰ کی صفت کہ وہ بے کیف و عیشاں
۴۵	اور اس کی نعمتیں مین خرابی ہیں۔	۴۵	ہے اور وہ باپ اور فرزند سے پاک ہے۔ اور راز
۴۵	مکتوب نمبر ۱۶۵	۴۵	کوشش کے الہ ہونے کی صلاحیت نہ رکھنا اور ہندوؤں
۴۵	صاحب شریعت کی متابعت اور اس کی	۴۵	کے مذاہب اور انبیاء علیہم السلام میں فرق
۴۵	شریعت سے بغض و عداوت کرنے والوں کے	۴۵	مکتوب نمبر ۱۶۸
۴۵	بیان میں۔	۴۵	سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کی بندی شان کے
۴۵	کمال محبت کی علامت یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام	۴۵	بیان میں اور اس جماعت کے مال کی شکایت کے
۴۵	کے دشمنوں سے کامل بغض رکھا جائے۔	۴۵	بیان میں جنہوں نے اس طریقہ میں نئی نئی چیزیں
۴۵	اہل ہوا اور بدعت کو غوار رکھنا چاہیے	۴۵	راج کر دی ہیں۔
۴۵	حدیث میں وقر صاحب بدعتہ فقد اعان	۴۵	مکتوب نمبر ۱۶۹
۴۵	علیٰ ہدم الاسلام۔	۴۵	اس مرید کے سوال کے جواب میں جس نے
۴۵	مکتوب نمبر ۱۶۶	۴۵	اپنے پیر سے کہا تھا کہ اگر تو بھی میرے خاص وقت
۴۵	اس بیان میں کہ چند روزہ زندگی پر دار و مدار	۴۵	میں مداخلت کرے گا تو تیرا سرتن سے جدا کر دیتا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۷	مکتوب نمبر ۱۷۲	۸۲	پیر نے اس کی بات کو پسند کیا۔ ابتداء اور در بیان میں مطلوب کو پیر کے آئینہ
	بعض ان اسرار خاص کے بیان میں جو نہایت	۸۳	کے بغیر نہیں دیکھا جاسکتا۔
	ہی کم اولیا را اللہ کے حصے آتے ہیں۔ اور اس بیان	۸۴	مکتوب نمبر ۱۷۳
	میں کہ اس مقام میں غارت اپنے آپ کو دائرہ شریعت		اس بیان میں کہ آدمی کے لیے جس طرح ادا مرد
	سے باہر رہتا ہے۔ اس کے سبب کا بیان اور اس		نواہی کی بجائے آدمی کے بغیر چارہ نہیں حقوق مخلوق
۸۶	کی ظاہر شریعت سے مطابقت	۸۳	کی ادائیگی کی رعایت کے بغیر بھی چارہ نہیں۔
	شریعت کی ایک صورت ہے اور ایک حقیقت	۸۵	مکتوب نمبر ۱۷۴
	اس کی صورت تو وہ ہے جو علما ظاہر بیان کرتے ہیں۔		اس بیان میں کہ جو کچھ فقرہ پر لازم ہے یہ ہے
	اور حقیقت وہ ہے جس کے ساتھ صوفیہ عالمیہ		کہ ہمیشہ اپنے کو ذلیل جائیں اور متعجب خیال کریں۔
۸۶	ممتاز ہیں۔		اور وظائف عبادت بجا لاتے رہیں اور مدد و
	جاننا چاہیے کہ تحکیمات شرعیہ قالب اور		شرعیہ کی حفاظت کریں اور متابعت سنت کو لازم
۸۷	قالب دونوں کے ساتھ مخصوص ہیں۔		پکڑیں اور اپنے گناہوں کے غلبے کا شہادہ کھتے
۸۷	سوال و جواب		رہیں۔ اور غلام الغیور کے انتقام کا خوف رکھیں
۸۹	مکتوب نمبر ۱۷۳	۸۵	حدیث ان اللہ لیؤید هذا الدین
	میر محمد نعمان کی طرہ اس سوال کے جواب		بالوجہ الفاجور۔
	میں جو انمول نے کیا تھا۔ اور بعض اسرار غریبہ کا	۸۵	وہ مرید جو طلب کے ارادہ سے آئے اور
۸۸	بیان جو نفی و اثبات سے تعلق رکھتے ہیں۔		مشغولی کا ارادہ ظاہر کرے اسے شیر اور ببر کی طرح
	معنی ہے طیبہ لا الہ الا اللہ کا بیان کہ اس	۸۵	نبال کرنا چاہیے۔
	کے دو مقام ہیں اور ہر ایک مقام کے دو اعتبار		اگر فرض کسی مرید کے آنے سے فرحت محسوس
۸۸	ہیں۔		کریں تو اسے کفر اور شرک جانیں
۹۱	مکتوب نمبر ۱۷۴	۸۵	مرید کے دل میں طبع اور اس سے دنیوی منافق
	اس بیان میں کہ اس راہ کے دریائے اس	۸۵	کی امید نہیں رکھنی چاہیے
	میت سے تسلی نہیں ہوتے۔ اور اس بعد قربان	۸۶	حدیث حب الدنیا رأس کل ضلالتہ
	سے تسکین نہیں پاتے۔ اور اس بیان میں کہ جو واقعہ		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۹۵	علوم شریعہ کی تفصیل کی ترغیب میں	۹۰	لکھا تھا وہ جن کا ظہور تھا
۹۷	مکتوب نمبر ۸۰	۹۲	مکتوب نمبر ۷۵
۹۷	مخدوم زادہ اچنگی کی طرف پیروں کے بعض	۹۲	تقریبات احوال کے بیان میں اور تنگی کا حصول
۹۷	اسماء کے استفسار میں جن میں تردد اور شک تھا۔	۹۳	اور حدیث فی ہم اللہ دقت کے معنی کا بیان
۹۷	خواجہ خاندند سے ذقات کا ذکر اور حضرت	۹۴	مکتوب نمبر ۷۶
۹۷	خواجہ خاندند کے کلام کے نقل کرنے اور خواجہ صاحب	۹۴	اس بیان میں کہ وقت کی حفاظت اس راہ کی
۹۷	مذکورہ کے حال کی شکایت کے بیان میں	۹۴	ضروریات میں سے ہے۔ شعر نوانی اور قصہ پروازی
۹۹	مکتوب نمبر ۸۱	۹۴	کو دشمنوں کا حصہ قرار دیتے ہوئے خاموشی اور پلٹی
۹۹	اپنے فرائد زبند خواجہ محمد صادق کی طرف۔	۹۴	نسبت کی حفاظت میں مشغول رہنا چاہیے۔
۹۹	ان کے اس استفسار کے جواب میں کہ اس کا کیا سبب	۹۴	ایسی زندگی بسر کرنا چاہیے کہ صحت میں۔ پنے
۹۹	ہے کہ میں مشائخ کی ایک جماعت دیکھتا ہوں کہ قرب	۹۴	والوں کو جمعیت قلب نصیب ہو یہ نہ ہو کہ وہ پرگاہ
۹۹	الہی کے مراتب میں ادنیٰ درجہ رکھتی ہے۔ حالات کہ	۹۴	کا شکار ہو رہا ہوں۔
۹۹	مقامات زہد و توکل وغیرہ میں بلند درجیات پر فائز ہے	۹۵	مکتوب نمبر ۷۷
۹۹	اور ایک دوسری جماعت کو دیکھتا ہوں جو مراتب	۹۵	آرامے اہل سنت و جماعت کے مطابق عقائد
۹۹	قرب میں توفیق رکھتی ہے مگر مقامات مذکورہ میں	۹۵	کی تعمیم کی ترغیب کے بیان میں۔
۹۹	نیچے ہے۔	۹۵	مکتوب نمبر ۷۸
۹۹	صاحب رجوع کے باوجود مکمل ہونے کے اس کے	۹۵	ایک شخص کی سفارش اور سردار عالمیان کی مشرت
۹۹	کلمات کو پوشیدہ رکھا گیا ہے اور اس کے ظاہر کو	۹۵	کی ترغیب میں۔
۹۹	عوام الناس کی طرح ظاہر پر چھوڑ دیا ہے۔	۹۵	احسان کرنا ہر جگہ اچھا ہے لیکن قرب و جوار
۹۹	حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اطمینان قلبیت	۹۵	داروں کے ساتھ احسان کرنا خاص کر زیادہ اچھا ہے۔
۹۹	کرنے کے راز کے بیان میں۔	۹۵	اور سردار عالمیان علیہ السلام کا اہل جوار کے حقوق کی
۹۹	حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ کے قول مبارک	۹۵	اورائیک میں بار بار تاکید فرماتا
۹۹	لو کشف الغطاء عما اوددت یقیناً کے راز	۹۶	مکتوب نمبر ۷۹
۹۹	کے بیان میں۔	۹۶	فیہرست اور وقت جوانی کو ضیعت جانے لے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	بعض بدعات کا بیان شگنائے میں عمائے کا زیادہ کرنا اور شعلہ پائیں جانب چھوڑنا اور نماز کی نیت نہانے سے کرنا۔	۱۰۱	مکتوب نمبر ۱۸۲
۱۰۷	قیاس اور اجتہاد بدعت نہیں ہیں۔	۱۰۱	حدیث نبوی ﷺ کہ مال الایمان کے بیان میں
۱۰۷	مکتوب نمبر ۱۸۳	۱۰۲	مکتوب نمبر ۱۸۳
۱۰۹	اس بیان میں کہ طریقہ رابطہ و تصور شیخ تمام طریقوں سے مطلوب تک پہنچانے میں زیادہ قریب راستہ ہے اور یہ کہ ایسے ذکر سے بھی زیادہ نافع ہے	۱۰۲	نصیحت اور استقامت و جمعیت اور تعلقات پر گاندہ کے چھوٹنے کی ترغیب کے بیان میں
۱۰۹	حضرت خواجہ احرار کا قول مبارک کہ رہبر کا سایہ ذکر حق سے بتر ہے۔	۱۰۲	مکتوب نمبر ۱۸۴
۱۱۰	مکتوب نمبر ۱۸۵	۱۰۲	مناہت سید المرسلین علیہ علی آرا الصلوٰۃ و السلام کی ترغیب کے بیان میں
۱۱۰	بعض مسائل کے حل میں	۱۰۲	حضرت جنید کو ان کے فوت ہونے کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور ان کا حال پر پچھا آپ نے جواب دیا طاعت العبادات الخ
۱۱۰	جب ظاہر باطن کا رنگ اور باطن ظاہر کا رنگ اختیار کر لے تو پھر دونوں ایک دوسرے کے احکام نافذ کر لیتے ہیں۔	۱۰۳	مکتوب نمبر ۱۸۵
۱۱۰	مکتوب نمبر ۱۸۹	۱۰۳	ایک شخص کی سفارش میں۔
۱۱۰	اس بیان میں کہ تعلقات و نبوی میں گرفتاری کے باوجود دل میں فقر کی یاد کا ہونا فقر کے ساتھ شدید نسبت کی نشانی ہے۔ اور یہ کہ دنیا کی ترویج و ترویج نہ چاہیے اور باطنی سبق کو عزیز جانا چاہیے۔ اور احکام شریعت سے سرتابی نہیں کرنی چاہیے	۱۰۳	جو چیز لازم و ضروری ہے وہ ماسوائے حق تعالیٰ کی گرفتاری سے قلب کی سلامتی ہے۔
۱۱۰	مکتوب نمبر ۱۹۰	۱۰۳	اگر ہزار سال بھی زندگی ل جائے دل پر عزیز کا گز نہیں ہو سکتا۔
۱۱۱	مکتوب نمبر ۱۹۱	۱۰۳	مکتوب نمبر ۱۸۶
۱۱۱	ہمیشہ ذکر الہی کرنے کی ترغیب اور طریقت	۱۰۴	تجارت سنت پر ابھارنے اور بدعت سے بچنے اور اس بیان میں کہ ہر بدعت ضلالت ہے۔
		۱۰۴	مطلقاً ہر بدعت میں فتنی حسن کا بیان یہ فقیر کسی بدعت میں بھی حسن اور نورانیت کا مشاہدہ نہیں کرتا

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۱۵	مکتوب نمبر ۱۹۲	۱۱۰	فقت بندہ اختیار کرنے اور ذکر کرنے کے طریقہ کے
۱۱۵	جلد اول کے مکتوب نمبر ۱۹۲ کے تعلق ایک	۱۱۱	بیان میں۔
۱۱۵	استفسار کے جواب میں۔	۱۱۱	اگر ذکر کے دوران بے تکلف پیر کی صورت
۱۱۵	شہداء کرام میں وہ فضیلتیں ہیں جو انبیاء میں	۱۱۱	ظاہر ہو تو اسے بھی دل میں لے جائے۔
۱۱۵	نہیں ہیں حالانکہ فضیلت بھی انبیاء کو حاصل ہے۔	۱۱۱	جانتے ہو پیر کون ہے ؟ پیر وہ ہے جس سے
۱۱۴	مکتوب نمبر ۱۹۳	۱۱۱	حق تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے میں تو استفادہ کرتا ہے
۱۱۴	عقائد کی درستگی کی ترغیب اور احکام فقہیہ حلال	۱۱۲	صرف کھانا اور دھانی اور شجرہ پیری مریدی کی
۱۱۴	حرام وغیرہ کے سیکھنے پر ابھارنے اور اسلام کی غربت	۱۱۲	حقیقت سے خارج ہے
۱۱۴	کے بیان میں اور دین کی ترویج کی ترغیب میں۔	۱۱۳	مکتوب نمبر ۱۹۱
۱۱۸	گوند کا قرعین اور اس کی اولاد کے قتل کرنے کا	۱۱۳	انبیاء کرام کی متابعت کی ترغیب میں اور اس
۱۱۸	کام بہت خوب ہے۔ اور مرد و ہندوؤں کی شکست	۱۱۳	بیان میں کہ احکام شریعہ میں پوری آسانی کو ملحوظ رکھا
۱۱۸	عظیم کا باعث ہوا۔	۱۱۳	گیا ہے۔
۱۱۸	جزیرہ لینے سے مقصود کفار کی ذلت و خوارگی ہے	۱۱۳	ہزار سالہ ریاضتیں اور مجاہدے بھی اگر متابعت
۱۱۸	کفار سے جہاد اور ان پر سختی ضروریات دین	۱۱۳	انبیاء کے فور سے منور نہ ہوں تو ان کی ایک جو جتنی
۱۱۸	میں سے ہے۔	۱۱۳	قیمت نہیں ہے۔ اور دوسرے کیلئے کے برابر جو
۱۱۸	احکام شرعی کی تبلیغ کے لیے اظہار کرامت و	۱۱۳	انبیاء کرام کے حکم کے مطابق ہے ان ریاضات کی
۱۱۸	خوارق کی کچھ ضرورت نہیں۔	۱۱۳	فقد نہیں۔
۱۱۵	ما اودعی نبی مثل ما اودیت	۱۱۳	نماز اور زکوٰۃ اور کھانے پینے اور لباس وغیرہ
۱۳۰	مکتوب نمبر ۱۹۴	۱۱۳	میں ساقی کا بیان
۱۲۰	ترویج ملت اور تائید دین پر ابھارنے کے	۱۱۳	ان آدابوں کے باوجود کوئی شخص احکام شریعہ
۱۲۰	بیان میں	۱۱۳	مشتعل جانے تو وہ مرض قلبی میں مبتلا ہے۔
۱۲۰	علماء سود دین کے چور ہیں اور بہترین علماء	۱۱۳	مرض قلبی یقین کا فقدان ہے۔ ایسے لوگ جو
۱۲۰	بہترین فلولق ہیں۔	۱۱۳	سعدی کہتے ہیں وہ صورت تصدیق ہے حقیقت
۱۲۳	مکتوب نمبر ۱۹۵	۱۱۳	تصدیق نہیں۔

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۲۵	عرفت دینی بجمع الاضداد	۱۲۰	ترویج شریعت پر اُبھارتے اور ضعف و کمزوری
۱۲۵	مکتوب نمبر ۱۹۹	۱۲۰	اسلام پر رنج و افسوس کے اظہار کے بیان میں
	مکتوب الیہ نے جو رد و شغریٰ کی طلب کی		جبلت الخلاق علی حب من احسن
۲۵	حق اس کے قبول کرنے کے بیان میں	۱۲۰	الیہا۔
۱۲۵	مکتوب نمبر ۲۰۰	۱۲۰	اناس علی دین ملوکہم
۱۲۵	نفحات کی عبارت کے صل میں جو اطلاق بھٹی تھا		شعرا اسلام میں سے ایک یہ ہے کہ اسلامی
	اعتقاد کا راستہ انابت سے مشروط نہیں اور	۱۲۱	شہ میں قاضی مقرر کیے جائیں
۱۲۵	محبوبوں کا راستہ ہے۔	۱۲۲	مکتوب نمبر ۱۹۶
	اکابر نقشبندیہ نے یہی نامسلوک راستہ اختیار		جس راہ کے طے کرنے کے ہم درپے ہیں وہ
۱۲۹	کیا ہے اور ان کے راستہ کے لیے وصول لازم ہے	۱۲۲	سات قدم ہے اور ان قدموں کی تفصیل
	حضرت خواجہ نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کا قول کہ	۱۲۳	مکتوب نمبر ۱۹۷
	میں نے حق تعالیٰ سے ایک ایسے راستے کی درخواست		اس بیان میں کہ وہ شخص سعادت مند ہے جس کا
۱۲۹	کی جوابتہ موصول ہو۔	۱۲۳	دل دنیا سے سرد و پچھا ہو۔
۱۳۰	مکتوب نمبر ۲۰۱		الدنیا ملعونۃ وملعون ما فیہا الا
	اس شخص کے جواب میں جو یہ کہتا ہے کہ سائے	۱۲۳	ذکر اللہ۔
۱۳۰	ہو اور تمکلاتوں میں دردی ہیں۔	۱۲۳	دنیا وہ چیز ہے جو دل کو حق تعالیٰ سے پھیرے
۱۳۰	مکتوب نمبر ۲۰۲		اہل دنیا دنیا میں ہمیشہ پرانندگی کا شکار رہتے
	اس جماعت کے مال پر انوس کے بیان میں	۱۲۳	ہیں اور آخرت میں اہل نماستیوں سے ہوں گے۔
	جس نے اپنے آپ کو ان کا برک عقیقت و ارادت	۱۲۳	اہل کرم کا شیوہ ایثار و قربانی ہے۔
	کی لڑی میں پرو دیا اور پھر بلا وجہ ان سے قطع تعلق اختیار	۱۲۵	مکتوب نمبر ۱۹۸
۱۳۰	کر لی۔		اس بیان میں کہ اس زمانہ میں فقر کا انبیاء کے
	جاننا چاہیے کہ ہمارا طریقہ دعوت اسماء کا	۱۲۵	ساتھ آشنائی قائم کرنا بہت مشکل ہے
	مرغوب نہیں۔ (۱۲۵) میں نے ان اسماء کے سنی میں استاذ	۱۲۵	قراض اور حسن خلق فقر کے لوازمات سے ہے۔
	کا طریقہ اختیار کیا ہے۔ ابتداء میں ہی ان کی توجہ و توجہ	۱۲۵	استغناء بھی لازم فقر سے ہے

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۵	متابعت پر ہے۔	۱۳۰	صرت کی طرف ہوتی ہے۔
۱۳۶	مکتوب نمبر ۲۰۶		جو شخص اپنے آپ کو حضرت صدیق اکبر سے
	دنیا کی نہ مت اور اس کی نعمتوں میں گرفتاری کی	۱۳۰	افضل جانے دو یا زندقہ میں ہے یا ترا جاہل۔
۱۳۶	بڑائی کے بیان میں۔		و سنی قادی حوزہ صحبت غیر البشر کے سبب نہیں
	دنیا میں مرغن کھانوں، خوبصورت لباس اور ٹیڑ	۱۳۱	قرنی سے جو غیر القابین سے بہتر ہے۔
	لعب کے لیے پیدا نہیں کیا گیا۔ انسان کی پیدائش	۱۳۲	مکتوب نمبر ۲۰۳
۱۳۶	سے مقصود ذلت و انکساری ہے۔		اس گروہ اولیاء کی محبت پر ابھارنے کے بیان
	اہل باطن کے مجاہدے اور برہنہ شہس جو مخالف	۱۳۲	میں اور اس بیان میں ان کا منشی شقاوت سے
	شریعت میں غصا سے اور غواری کے سوا کچھ عطا		محفوظ ہے۔
۱۳۶	نہیں کرتے۔	۱۳۲	المرء مع من احب
	ذکر کشمیر میں مسرور رہنا چاہیے اور جو کچھ		ایک حدیث کا بیان کہ کاتب اعمال فرشتوں
۱۳۶	اس کے منافی ہو اسے دشمن جانا چاہیے۔		کے علاوہ ہی حق تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو انسانوں
	خرجی کرتے جو اچھے افغان تہذیب میں مکر رہنا چاہیے		اور گزرگاہوں میں اہل ذکر کا شش میں گھومتے رہتے
۱۳۷	ارسال کر دیا گیا ہے اسے پتہ	۱۳۳	ہیں۔
۱۳۷	مکتوب نمبر ۲۰۷		پس لازم آیا کہ اس گروہ اولیاء کے محبت ان کے
	اس بیان میں کہ قرب ابدان کو قرب میں بڑی		ساتھ ہوں۔ اور جو ان کے ساتھ ہے بدبخت نہیں
	تاثیر ہے اور وجد و حال کو جب تک میزان شراب پر	۱۳۳	ہو سکتا۔
۱۳۷	پوران تھے نصف دام پر بھی نہیں خریدتے	۱۳۷	اسم مبارک اللہ کے ذکر کا طریقہ
	اویس قرنی اس قدر رفت شان کے باوجود	۱۳۷	مکتوب نمبر ۲۰۸
۱۳۸	ادنیٰ معافی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچتے۔		اس بیان میں کہ بد قماش درگاہ کی چھڑ چھڑا کر
	عبداللہ پر مبارک کا قول اس شخص کے جواب		عنت میں نہیں پڑنا چاہیے اور اپنے کام میں مشغول
	میں جس نے دریافت کیا تھا کہ معاویہ افضل ہیں یا	۱۳۷	رہنا چاہیے
	عمر بن عبدالعزیز و العباس الذی دخل	۱۳۵	مکتوب نمبر ۲۰۵
۱۳۸	افف الخ		اس بیان میں کہ کام کا مدار صاحب شریعت کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۳۰	حقیقت محمدی کے انتقال کا بیان اور ہزار سال کے بعد اس کا حقیقت کعبہ سے اتحاد اور حضرت عیسیٰ کا نزول	۱۳۰	صوفیہ کی طبع آئینہ بانوں سے کچھ نہیں نکلتا اور ان کے احوال سے کسی شے میں اضافہ نہیں ہوتا
۱۳۱	حضرت ذات کی نسبت سے اسم الہی میں مرتب مختلفہ کا بیان	۱۳۱	خدا تعالیٰ کے دیدار کا وعدہ آخرت میں ہے دنیا میں اس کا وقوع نہیں ہو سکتا
۱۳۲	حقیقت شخص سے مراد کا بیان اور حقیقت محمدی و احمدی سے مراد آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عالم خلق اور امر سے ترکیب	۱۳۲	وہ مشاہدات اور تجلیات جن پر صوفیہ غرث ہیں درحقیقت بظلال اور شبہ اور مثال سے آرام پکڑتا ہے۔ وہ بلند ذات و راہ الزما ہے
۱۳۳	اس نبرت کا بیان جو حضرت آدم علیہ السلام سے پہلے تھی	۱۳۳	اگر یہ فقیر صوفیہ کے مشاہدات اور ان کی تجلیات کی حقیقت بیان کرے تو درہے کہ ظاہروں کی طلب میں متور نہ پڑ جائے اور اگر حقیقت بیان نہ کرے تو باطل کے حق کے ساتھ غلط ملط ہونے کا خدشہ ہے
۱۳۴	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی بشارت کے لیے حضرت عیسیٰ کی تخصیص	۱۳۴	مکتوب نمبر ۲۰۸
۱۳۵	آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعوت کی اہمیت کا بیان جو نشاۃ منصری سے متعلق ہے	۱۳۵	حضرت یحییٰ محمد صادق کے سوال کے جواب میں کہ سالک کبھی اپنے آپ کو انبیاء کے مقامات میں پاتا ہے بلکہ بعض اوقات یوں پاتا ہے کہ ان سے بند چلا گیا ہے
۱۳۶	تائید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت کے اہلدار کی وجہ	۱۳۶	اولیاء اللہ جو کچھ پاتے ہیں انبیاء کے طفیل پاتے ہیں حضرت ذات کا اسما کے واسطے کہ بغیر عالم کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں
۱۳۷	آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کے وقت پہلے کی نسبت اصحاب کے دلوں میں مسرت پڑ جانا	۱۳۷	ایک مثال کی روشنی میں جواب کی وضاحت بعض اوقات خلل کا اصل سے اشتباہ ہو جاتا
۱۳۸	جب حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نزول فرمائیں گے	۱۳۸	مکتوب نمبر ۲۰۹
۱۳۹	پہلی شریعتوں میں پیغمبر اولوالعزم کے وصال کے ہزار سال بعد اس پیغمبر کی ملت کی تائید کے لیے انبیاء کرام مبعوث ہوتے تھے اس شریعت میں علماء امت	۱۳۹	رسالہ مجدد و معاد کی جہالات کے حل میں

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۴۹	گرمی اور کوزے کے پانی کی حرکت کا باقی رہنا۔	۱۴۵	زیادہ کا مکہ دیا گیا ہے۔
۱۴۹	اس حکایت کی وجہ اشکال اور اس کی سچیت کا واضح کرنا۔	۱۴۵	حضرت مدنی پغیر علیہ السلام کے ہزار سال کے بعد نمود فرمائیں گے۔
۱۴۹	اس قتل کی شرح جسد کا مرنی رواج ہے اور	۱۴۵	اس لبقہ کے ادویا کے کمالات اصحاب کلام کے کمالات کے شاہد ہیں۔
۱۴۹	قالب کا مرنی قلب	۱۴۵	قال صلی اللہ علیہ وسلم لا یدری اولہم
۱۴۹	حسب طلب مکتوب ایہ کو نصیحتیں کرنے کے	۱۴۶	خیر اہل اخرہم
۱۴۹	بیان میں	۱۴۶	اگر پوچھیں کہ اصحاب کے زمانہ کے بعد الخ تو
۱۵۰	آرۃ عقائد کی درستی چاہیے دوسرے درجے پر جو ضروری مساقی فقر میں بیان ہوئے ہیں ان کا علم اور ان پر عمل کرنا چاہیے اور تیسرے درجہ میں طریق صوفیہ پر چلنے کی ضرورت ہے۔	۱۴۶	میں جواب دوں گا الخ
۱۵۰	طریقہ صوفیہ میں سلوک سے غرض غیبی مورد اشکال	۱۴۶	اگر کہیں کہ کعبہ آپ کی امت کے ادویا کا طواف کرنے آئے ہے اور ان سے برکت پاتا ہے الخ
۱۵۰	حسی صورتوں اور انکار کے دیکھنے میں کیا نقصان ہے۔	۱۴۶	میں اس کا جواب دوں گا الخ
۱۵۰	سلوک سے مقصود زیادتی یقین کا حاصل کرنا ہے۔	۱۴۶	بعض کشفین سے روبرو کرنا جو انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات کی افضلیت سے متعلق تھے
۱۵۰	صوفیہ کا طریقہ علوم شرعیہ کا خادم ہے۔	۱۴۶	تعلیم طریقت میں رعایت شرائط کی تاکید اور استحارے کرنے کا امر فرماتا
۱۵۱	حضرت خواجہ امداد کا ارشاد کہ احوال و مراجعہ کا حصول ہر دو اعتقاد اہل سنت سوائے خرافی کے یکہ نہیں۔	۱۴۸	دکان فراغ کرنا مقصود نہیں۔
۱۵۱	اِس راستے میں اول قدم کے اندر ہی دو کچھ پابقیے ہیں جو دوسروں کو نہایت میں جا کر نصیب ہوتا ہے۔	۱۴۹	مکتوبات نمبر ۲۱
۱۵۱	اویس قرنی وحشی قاتل حمزہ کے مرتبہ تک	۱۴۹	نفحات کی عبارات کے عل اور بعض ضروری نصاب کے بیان میں
		۱۴۹	حکایت کے معاملہ کی حقیقت کے بیان میں جو نفحات میں مذکور ہے کہ ابن السکینہ کے مرنے ایک روز دریا کے دبلے میں غوطہ کایا جب سر باہر نکلا الخ
		۱۴۹	شب معراج میں واپسی تک بستر خواب کی

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۵۲	مکتوب نمبر ۲۱۲	۱۵۱	نہیں پہنچ سکتے۔
۱۵۳	بعض سرالوات کے جواب اور ایک واقعہ کے من	۱۵۱	صاحب کرام کا ایک سیر جو خرچ کرنا دوسروں کے
۱۵۳	کے بیان میں۔	۱۵۱	پہاڑ بڑا برسا خرچ کرنے سے بہتر ہے
۱۵۴	پیر صاحب تصرف اپنے سر پہ کران بلند مراتب	۱۵۱	ہر سماں سے کچھ نہ کچھ قرآن مجید لے کر ایک
۱۵۴	پرے جاسکتا ہے جو اس کی استعداد سے باہر ہوں۔	۱۵۱	جگہ جمع کی گیا ہے۔ لہذا اصحابی میں عیب نکالنا قرآن
۱۵۴	سوال: وہ کرنا مقام ہے جہاں لطیف اخفی	۱۵۱	میں عیب نکالنے کے مترادف ہے۔
۱۵۴	نفس امام کا حکم رکھتا ہے اور اس کا جواب	۱۵۲	صاحب کرام کے باہمی منافعات کی نیک ترجیحات
۱۵۴	خواب میں پانی دیکھنا علم کی طرف اشارہ ہوتا	۱۵۲	کرنی چاہئیں
۱۵۴	ہے اور اس میں ہاتھ ڈالنا علم میں حصول قدرت کی طرف	۱۵۲	اس باب میں حضرت امام ثانی اور حضرت امام
۱۵۴	اشارہ ہے۔	۱۵۲	جعفر صادق رضی اللہ عنہما کا قول
۱۵۵	مکتوب نمبر ۲۱۳	۱۵۳	مکتوب نمبر ۲۱۱
۱۵۵	مراعت اور نصاب اور علمائے امامی سنت کی	۱۵۳	مولوی کے مقررہ کے بارے میں ایک سوال کا
۱۵۵	مناہت اور علمائے سنی کی صحبت سے اجتناب	۱۵۳	جواب اور مقام تکمیل و ارشاد کی ضروری شرائط کے
۱۵۵	کے بیان میں۔	۱۵۳	بیان میں
۱۵۵	بے ہک طالب علم چاہے جس فرقے سے بھی	۱۵۳	مولانا مولوی کے مقررہ و نمازین جو بری خوش
۱۵۵	ہوں دین کے چوری ہیں۔	۱۵۳	میں تقاضہ حق تعالیٰ تھا کی مراد کا بیان
۱۵۵	کسی شخص نے اہلسنن میں کرا سو دھال اور	۱۵۳	خواجہ ہمدانی کے قول تھک خیالات ترقی
۱۵۵	فارغ البال دیکھا تو اس کا راز دریافت کیا۔ اس نے	۱۵۳	بھا اطفال الطریقہ
۱۵۵	جواب دیا اس وقت کے علماء سو دھال میرے کام کے لیے	۱۵۳	اس بات کا خیال رکھیں کہ جب کوئی طلبہ امام
۱۵۵	کافی ہو چکے ہیں۔	۱۵۳	کے ساتھ تمام پاس آئے تو اس کی تعلیم طریقت میں
۱۵۶	مکتوب نمبر ۲۱۴	۱۵۳	بہت نال اور سچ و پکار کرنی چاہیے
۱۵۶	اس بیان میں کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ اور	۱۵۳	ایک بزرگ فوت ہوئے تو انہیں آواز آتی تو ہی
۱۵۶	اس مشورہ سوال کے جواب میں کہ کفار کو کفر موت پر	۱۵۳	ہے جس نے میرے بندوں پر میرے دین میں نہ پہنچ
۱۵۶	دائم عذاب کیوں ہر گز؟	۱۵۳	رکمی تھی لڑ

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۷۱	تشریف لائے۔	۱۵۹	ایک شخص کی سفارش میں۔
۱۷۲	مفتی غیر مرجع اولیاء کی نسبت اس راہ کے		جو شخص یہ چاہے کہ تمام احکام شرعیہ اس کی
۱۷۲	متوسط اولیاء سے زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے۔		عقل کے مطابق ہوں اور عقلی دلائل پر برابر مشیص
۱۷۲	ولی کے لیے اپنی ولایت اور خوارق کے تعلق		و دعوہ نبوت کا ستر ہے۔ ایسے آدمی سے گفتگو
۱۷۲	علم ہونا حصول ولایت کی شرط نہیں	۱۵۹	کرنا ہے عقل ہے۔
۱۷۲	اولیاء اللہ کی مثال صدقوں کو متعدد مقامات	۱۵۹	مکتوب نمبر ۲۱۵
۱۷۲	میں ظاہر کر دیتے ہیں اس بارہ میں حضرت خواجہ	۱۵۹	دنیا کی خدمت کے بیان میں
۱۷۲	محمد باقی قدس سرہ کا قول		اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میرا مال سب سے
۱۷۳	مکتوب نمبر ۲۱۶	۱۵۹	زیادہ عقل نہ کر دنیا فرما ہر زمانہ کو دنیا پناہ ہے۔
۱۷۳	اس بیان میں کہ باطنی نسبت جس قدر جمالت	۱۶۰	مکتوب نمبر ۲۱۷
۱۷۳	اور ہجرت تک لے جائے بہت زیادہ ہے۔		اس راز کے بیان میں کہ بعض اولیاء اللہ سے
۱۷۳	بعض اولیاء اللہ کے کشف میں عقلی واقع		زیادہ کرامات کیوں ظاہر ہوئیں اور بعض دوسروں
۱۷۳	ہونے کا سبب		سے کم کیوں اور مقام تکمیل و ارشاد کی اہمیت کے
۱۷۳	قضاء معلق اور مجرم میں فرق اور ہر ایک کا حکم	۱۶۰	بیان میں۔
۱۷۳	اور جو قطعی ہے اور کتاب و سنت کے اعتقاد کے لائق		ولایت اس فنا اور بقا سے جماعت ہے
۱۷۳	ہے اور اس بیان میں کہ تعلیم طریقت کی اجازت مل	۱۶۰	جس کے لوازمات سے خوارق اور کشف ہے۔
۱۷۳	جانا کمال تکمیل کی علامت نہیں۔	۱۶۰	کثرت سے ظہور خوارق کے مدار کا بیان
۱۷۳	کوئی کشفوں کے ہونے اور نہ ہونے کو برا بھلا		حضرت سید علی الدین جیلانی سے دوسرے
۱۷۳	چاہیے۔		اولیاء کرام کی نسبت زیادہ خوارق کے ظہور
۱۷۳	مستحق ہے کہ ایک دفعہ حضرت جبریل حاضر	۱۶۱	کی وجہ۔
۱۷۳	ہونے اور خبر دی کہ فلاں حیران علی البصیح فوت		خواجہ حسن بھری اور حبیب جلی قدس سرہ کے
۱۷۳	ہو جائے گا الخ	۱۶۱	دریا عبور کرنے کے بارے میں ایک حکایت کا بیان
۱۷۳	تبلیغ سے تعلق وحی خطاب سے محفوظ معصوم		حضرت رسالت غایت بوقت عروج ہے
۱۷۳	ہے لیکن وہ علم جو روح معجزہ سے مستفاد ہو جو		اوپر چلے گئے اور نزول کے وقت سب سے نیچے

مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ
مکتبہ فریادہ

مکتب فرید ۱۲۹

در بیان احوال و اخبار و سیرت

این کتاب در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت

و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت

و در بیان احوال و اخبار و سیرت

و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت

و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت

و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت

و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت
و در بیان احوال و اخبار و سیرت

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اُردو ترجمہ

مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ

جلد اول — حصہ سوم

مکتوب نمبر ۱۲۳

یہ مکتوب بھی مکاتیبہ خشکی کی طرف صادر فرمایا۔ اس امر کے بیان میں کہ آؤ اسے فاضل اگرچہ حج ہی ہوا اگر کسی فرض کے فوت ہونے کا سبب بنتا ہو قزوہ بھی لا یعنی اور بے نامہ امور میں داخل ہے انوی ارشدی اپنے نام کی طرح ہمیشہ تعلقات کی میل کچل سے پاک رہے (کا مکتوب موصول ہوا۔ لے برادر مدیث میں وارد ہے :-

عَلَامَةُ اعْرَاضِ تَعَالَى عَنِ الْعِبَادَةِ
اشتغالہ بملایعنیہ - کہ بندہ لا یعنی کاموں میں مشغول و مصروف ہو جائے۔

فرائض میں سے کسی بھی فرض سے اعراض کر کے فاضل میں سے کسی نفل عبادت میں مشغول ہونا لا یعنی اور بے نامہ ہے۔ لہذا اپنے اس حال و افعال کی تفتیش کرتے رہنا ضروری ہے۔ تاکہ اس بات کا پتہ رہے کہ میں کن کاموں میں مشغول ہوں فاضل میں یا فرائض میں۔ ایک نفل حج کی خاطر اتنے ممنوعات کا مرتکب ہونا اچھا نہیں اچھی طرح ملاحظہ کریں۔

وَالْعَاقِلُ تَحْفِيزُ الْإِشَارَةِ

محقق کو اشارہ کافی ہے

وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَعَلَى رِفْعَاكُمْ

۱۔ ایک مجاہد نے شرح اربعین میں اسے امام حسن کا قول قرار دیا اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن القنفر فرما روایت کی من حسن اسلام بطور ترکہ ملا یعنیہ۔ اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا اور امام نووی نے اسے حسن کہا۔ اور ابن عباد نے صحیح کہا۔ امام علی نقی رضی اللہ عنہ نے جو اس حکم میں بالفاظ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ فرمادے کیا۔ ۱۲۔ ترجمہ مکتوب

مکتوب نمبر ۱۲۴

یہ مکتوب بھی ملاحظہ ہر غشی کی طرف صادر فرمایا۔ اس امر کے بیان میں کہ راستے کی استطاعت
فرصیت جج کے لئے شرط ہے۔ استطاعت نہ ہونے کے باوجود جج کو جانا اپنے ضروری مطلب کے
حصول کے مقابلے میں تنصیع اوقات میں داخل ہے۔

آخری خواجہ محمد طاہر غشی کا مکتوب شریف موصول ہوا اللہ سبحانہ الحمد والمند والحمد سبحانہ کی حمد اور اس کا
احسان ہے کہ آپ کے ہم سے کافی عرصہ سے جدا ہونے کے باوجود فقراء سے محبت و عقیدت اور اخلاص میں
سستی راہ نہیں پاسکی۔ یہ عظیم سعادت کی علامت ہے۔

اے محبت کے نشانات والے جب تم نے رخصت طلب کی اور جانے کا عزم مصمم کر لیا تھا۔ تو تمہارے
وداع ہونے کے وقت اس قدر ذکر ہوا تھا کہ شاید ہم بھی اس سفر میں تمہارے ساتھ چل جائیں۔ اس سفر کی روانگی
کے سلسلے میں جس قدر بھی اشتہارے کئے گئے کوئی بھی موافق نہ آیا۔ اور اس باب میں اجازت معلوم نہ ہو سکی۔
مجبوراً سفر کا ارادہ ملتوی کرنا پڑا۔ ابتدا میں فیکر کی مرضی بھی نہیں تھی کہ تم جاؤ۔ لیکن تمہارے شوق کو دیکھ کر صراحتاً
منع نہ کیا۔

استطاعت یعنی سفر جج کے مصارف کا موجود ہونا فرصیت جج کے لئے شرط ہے۔ بغیر استطاعت
جج کے لئے بھل کھڑا ہونا تنصیع اوقات ہے۔ ضروری کام چھوڑ کر غیر ضروری کام میں مصروف ہونا مناسب نہیں
ہے بہت سے خطوط میں یہ مضمون تم کو لکھا گیا ہے۔ تم تک پہنچا ہوا نہ پہنچا ہوا۔ اصل بات یہی ہے آگے آپ
مختار ہیں۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۲۵

میر صالح نیشاپوری کی طرف صادر فرمایا :-

اس امر کے بیان میں کہ عالم چاہے چھوٹا ہو (انسان) چاہے بڑا (رساری کائنات) سب کا سب اللہ
تعالیٰ شانہ کے اسماء اور اس کی صفات کا منظر ہے۔ اور عالم کی اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت اور غنبریت
کی مناسبت کے سوا اور کوئی مناسبت نہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اَللّٰهُمَّ اَسْرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْيَاءِ
اے اللہ ہم کو اشیاء کی حقیقتیں جیسی کنی الٹا
کھتا ہے۔

ہیں رکھا۔

عالم چاہے چھوٹا ہو چاہے بڑا سب اللہ تعالیٰ شانہ کے اسماء اور اس کی صفات کے مظاہر ہیں اور اس کے شیون و کمالات ذاتیہ کے آئینے ہیں۔ حق سبحانہ و تعالیٰ غر سلطانہ ایک مخفی خزانہ اور پوشیدہ راز تھا۔ اس نے چاہا کہ اپنے کمالات پر وہ خفا سے غلبہ میں لائے۔ اور اجمال کو تفصیل کے رنگ میں پیش کرے۔ کمالات کو ایسے طریقہ پر پیدا فرمایا کہ ممکنات کی ذوات اور صفات اس کی ذات و صفات پر دلالت کریں اور نشان بنیں۔

پس عالم کو اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت کے رشتہ اور مناسبت کے سوا اور کوئی مناسبت اور تعلق نہیں اور یہ کمالات اس کے اسماء اور شیونات پر دلالت کرنے والے امور کا مجموعہ ہے۔ خالق اور مخلوق کے درمیان اتحاد و عینیت یا خالق کا اپنی ذات کے ساتھ مخلوق کا احاطہ یا اس کی ذات کا مخلوق میں سرایت کئے ہوئے ہونا یا مخلوق کے ساتھ رب تعالیٰ کی معیت ذاتی وغیرہ تصورات، سب کے سب غلبہ حال اور سکر وقت کی بناء پر ہیں۔ جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں مستقیم الاحوال اکابر جنہوں نے صحو کے پیالے سے جھڑ پایا ہے۔ عالم کی اپنے صانع کے ساتھ مخلوقیت اور غلبہ ربیت کی نسبت کے علاوہ اور کوئی نسبت ثابت نہیں کرتے۔ اور احاطہ اور سرایت میں سرایت کئے ہوئے ہونا، اور معیت علی کے قائل ہیں۔ جیسا کہ علماء حق کا مسلک و مشرب ہے۔ شکر اللہ تعالیٰ سعیم۔

تعبیب ہے کہ صوفیاء کی ایک جماعت ایک طرف بعض ذاتی نسبتوں کو ثابت کرتی ہے جیسے احاطہ اور معیت اور دوسری طرف یہی جماعت اس امر کی معترف ہے کہ ذات حق تعالیٰ سے تمام نسبتیں سلب ہیں۔ حتیٰ کہ صفات ذاتیہ کو بھی اس سے سلب کرتے ہیں۔ یہ صریح تناقض ہے۔ اور اس تناقض کو دور کرنے کے لئے ذات میں مراتب ثابت کرنا تدقیقات فلسفہ کی طرح محض تکلف ہے۔ کشف صبح والے حضرات اس ذات کو بسیط حقیقی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔ اور اس بسیط ذات کے سوا جو کچھ ہے اسے اسماء میں شمار کرتے ہیں۔ فرد

فراق دوست اگر اندک است اندک نیست دوست کی تھوڑی سی مبدائی بھی تھوڑی نہیں ہے

درون دیدہ اگر نیم موصت بسیار است آنکھوں میں آدھا بال بھی پڑا ہو تو وہ بھی بہت ہے

ہم اس بحث کی تحقیق کے لئے ایک مثال بیان کرتے ہیں۔ ایک ذوقنون ماہر عالم اگر اپنے پوشیدہ کمالات کو ظہور میں لانا چاہے تو وہ حروف اور اصوات کو ایجاد کرتا ہے۔ تاکہ ان حروف و اصوات کے پردے میں ان کمالات کو ظاہر ہو سکے۔ صورت میں ان حروف اور دلالت کرنے والی ان آوازوں کو اس ماہر عالم کے ذہن

میں موجود معانی کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں الایہ کہ یہ حروف اور آوازیں اُن مخفی معانی کے مظاہر ہیں۔ اور ان کمالات مخزنہ کے اُٹھنے ہیں۔ ان حروف و اصوات کو ان معانی مخفیہ کا عین قرار دینا بے معنی ہے۔ اسی طرح اعلاہ و ذمیعت بھی اس صورت میں واقع نہیں۔ معانی اپنی اصل صرافت پر ہی موجود اور قائم ہیں۔ کسی قسم کا تغیر ان معانی کی ذات و صفات میں راہ نہیں پاسکا۔ لیکن چونکہ ان معانی اور ان حروف و اصوات میں جو معانی پر دلالت کرتے ہیں۔ دلالت اور دلالت کی ایک گونہ مناسبت پائی جاتی ہے۔ اس بنا پر بعض زائد معانی تخیل میں آجاتے ہیں۔ ورنہ فی الحقیقت وہ معانی مخزنہ ان معانی زائدہ سے منزہ اور متبرک ہیں۔ اس مسئلہ میں جو کچھ ہمارا اعتقاد ہے یہی ہے جو ذکر دیا ہے۔ مخلوق کے ذات واجب کا مظہر اور آئینہ ہونے کے علاوہ زائد امور اتحاد، حینیت اور اعلاہ و ذمیعت کا اثبات ممکن ہے۔ وہ بلند ذات فی الحقیقت تمام نسبتوں اور مناسبتوں سے مُعزّا اور مُکبرّا ہے۔ ”نچ نسبت خاک را با عالم پاک“ اس قدر مناسبت ظاہریت و رب تعالیٰ کا ظاہر ہونا اور مظہریت و مخلوق کا مظہر ہونا اس کے ساتھ وحدت وجود کہیں یا نہ کہیں۔ فی الواقع وجود متعدد ہیں۔ لیکن اصالت اور ظلیت اور ظاہریت اور مظہریت کے اعتبار سے۔ ایسا نہیں کہ موجود صرف ایک ہے اور باقی سب کچھ ادحام اور خیالات ہیں۔ یہ مذہب بعینہ سوسنطائیکہ کا مذہب ہے۔

عالم کی حقیقت کا اثبات ادحام و خیالات کی صورت میں عالم کو اس طرف نہیں لے جاسکتا جو سوسنطائی کا مفہور ہے۔ مثنوی

ہرچہ برانستی تو اور از انجست سوزے آنحضرت نسب کردی درست
واگر دانستی کہ غلّ کیستی فارغی گر مروی وگر نہ یستی

ترجمہ اشعار: جب تو نے اس ذات کو پہلے جان لیا۔ تو اس ذات کے لئے تو نے نسبتوں کو بھی درست ثابت کیا۔ اور جب تو نے جان لیا کہ تو کس کا غلّ اور سایہ ہے۔ تو تو فارغ ہو گیا یعنی تو نے اپنے مطلوب و مقصود کو پا لیا۔ اب چاہے تو موت کی آغوش میں پہلا جا چاہے نہ رہے۔

لفظ سوسنطائیکہ وہ لوگ ہیں جن کے مذہب کی بنیاد وہم پر ہے۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ نے سوسنطائیکہ اور صوفیہ کے مذہب کی تحقیق زیادہ وضاحت کیساتھ مبدئی مکتوب اول اور مکتوب ثانی میں کی ہے اور وہ تحقیق لائق اعتماد و اعتبار ہے۔ آپ کی یہ گفتگو پہلے کی ہے۔ مترجم عفی عنہ

مکتوب نمبر ۱۲۶

یہ مکتوب بھی میرے صالح خیشا پوری کی طرف صادر فرمایا۔

اس امر کے بیان میں کہ باطل الہوں کی نفی کا اہتمام کرنا چاہیے۔ وہ باطل آئندہ چاہے آفاقی ہوں چاہے انفسی۔ اور معبود بحق جل سلطانہ کی جانب جو کچھ حوصلہ فہم اور احاطہ اور اک میں آئے اسے نفی کے نیچے لا کر صرف موجودیت پر کفایت کرنی چاہیے۔ اگرچہ وجود کے اثبات کی بھی وہاں گنجائش نہیں۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

سیادت اور بزرگی والے میرے صالح اطالب کو چاہیے کہ آئندہ باطل کی نفی کا اہتمام کرے۔ وہ چاہے آفاقی ہوں یا انفسی۔ اور معبود بحق جل سلطانہ کی جانب میں جو کچھ حوصلہ فہم اور احاطہ و ہم میں آئے۔ نفی کے نیچے داخل کرے۔ اور مطلوب کی موجودیت پر کفایت کرے۔ مصرع

میش ازیں پے زبردہ اند کہ ہست بارگاہ الست کے درویش

اس کا اس سے زیادہ سراغ نہیں لگا سکے کہ ہے۔ اگرچہ وجود کی بھی اس مقام میں گنجائش نہیں۔ وجود سے بھی اوپر ذات کو طلب کرنا چاہیے۔ علماء اہل سنت شکر اللہ تعالیٰ علیہم نے خوب فرمایا ہے کہ واجب تعالیٰ کا وجود اس کی ذات سے قائم ہے۔ وجود کو عین ذات قرار دینا اور وجود سے اوپر کچھ ثابت نہ کرنا کوتاہ نظری ہے۔ شیخ علاؤالدولہ فرماتے ہیں:

فَوْقَ عَالَمِ الْوُجُودِ عَالَمُ الْمَبْدُوتِ
یعنی عالم وجود سے اوپر ملک و درویشی رب تعالیٰ کا عالم ہے۔

اس درویش کو جب مرتبہ وجود سے اوپر لے گئے تو جب تک مغلوب المال رہا فوق و وہبائی کی بناء پر اپنے آپ کو ارباب تعطل میں سے پاتا تھا۔ اور واجب جل شانہ کے وجود کا حکم نہیں لگاتا تھا۔ کیونکہ وجود کو راستے میں چھوڑ آیا تھا۔ اور مرتبہ ذات میں وجود کی گنجائش نہیں۔ اُس وقت اس درویش کا اسلام تحقیقی نہیں بلکہ تقلیدی تھا۔

لے یعنی شیخ رکن الدین علامہ الدولہ سنائی قدس سرہ۔ آپ کی کنیت شمس الدین ابراہیم ہے۔ اور آپ کا نام مبارک احمد بن محمد ہے۔ آپ شاہی سنان میں سے ہیں۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی نور الدین عبدالرحمن ہے۔ آپ کی ولادت ۷۵۷ھ اور وفات ۸۳۷ھ شب جمعہ و جمعہ المرجب میں ہوئی۔

حَمَلَتْهُ اُمُّهُ كُرْهًا وَوَضَعَتْهُ
كُرْهًا۔
کرنے کی تاکید کی ہے۔ اس کی ماں نے اسے
تکلیف کیساتھ اٹھائے رکھا اور تکلیف کیساتھ جنا۔

دوسرے مقام پر اللہ سبحانہ فرماتا ہے :

اِنْ اَشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ
کہ میرے شکر گزار بنو اور اپنے والدین کے۔

اس کے باوجود اعتقاد یہ ہونا چاہیے کہ مطلوب حقیقی تک وصول کے مقابلے میں سب کچھ محض بے کاری
ہے۔ بلکہ جس طرح منازل سلوک طے کرنا چاہیے اس کے سامنے محض معطل رہنا ہے آپ نے حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ
سَيِّئَاتُ الْمُفْضَرِّیْنَ (ابرار کی نیکیاں مقربین کی بُرائیاں ہیں) سنا ہوگا۔ بیست

ہرچیز جز مشقِ خدا ہے احسن است۔

گر شکر خوردن بود جان کنده است
خدا ہے احسن کے مشق کے سوا کچھ بھی ہے چاہے شکر کھانے کا کام ہی کیوں نہ ہو اپنی جان کے ہلاک کرنے کے
مترادف ہے۔

اللہ کا حق تمام مخلوق کے حقوق پر مقدم ہے۔ مخلوق کے حقوق اور کرنا اللہ تعالیٰ کے حکم کی بنا پر ہے۔ ورنہ
کس کی مجال ہے کہ اس کی خدمت چھوڑ کر دوسروں کی خدمت میں مشغول ہو تو مخلوقات کی خدمات انجام دینا اس
اعتبار سے حق تعالیٰ کی خدمات میں داخل ہے۔ لیکن ایک خدمت سے دوسری خدمت تک بڑا فرق ہے۔
مزارع اور ہل چلانے والے بھی بادشاہوں کے خادم ہی شمار ہوتے ہیں لیکن خاص مقربوں کی خدمت کچھ اور
ہی چیز ہے۔ وہاں زراعت اور ہل چلانے کا نام لینا بھی سراسر معصیت ہے۔ اور ہر کام کی مزدوری کام کے
اندازہ کے مطابق ہوتی ہے۔ ہل چلانے والے کو دن بھر محنت شاقہ کرنے کے باوجود دن کی مزدوری صرف
ایک ٹکڑی بنتی ہے۔ اور مقرب لوگ ایک گھڑی کی خدمت سے لاکھوں روپے کے مستحق بن جاتے ہیں۔ لیکن لاکھوں
روپوں کے مستحق ہونے کے باوجود انہیں ان روپوں سے کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ وہ بادشاہ کے قرب میں گرفتار
ہیں۔ انہیں اور کسی شے سے تعلق نہیں ہوتا۔ ہل چلانے والے خدمتگارا اور بادشاہ کے مقرب دونوں کی خدمتوں
میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔

فرخ حسین کو کافی توفیق نصیب ہو چکی ہے۔ اس کی طرف سے مطمئن رہیں۔ اس سے زیادہ کیا لکھوں۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۲۸

خواجہ معتمد کی طرف صادر فرمایا:

بلد بہت بننے کی ترغیب اور بے مثل ذات کو مطلوب قرار دینے کے بغیر کسی شے پر اکتفا نہ کرنے کے

بیان میں۔

محترم خواجہ محمد معتمد ہم، دو درافتادوں کو فراموش ذکر کریں بلکہ دور نہ مانیں۔ المؤمن مع من احب آدمی اس کے ساتھ شمار ہوتا ہے جس سے محبت دکھتا ہے۔ مقصد کی بات یہ ہے کہ راستہ نہایت طویل ہے۔ اور مطلوب کمال بلندی پر ہے اور ہم نہایت پست اور کوتاہ بین اور درمیانی منازل مطلب نامناسب کی طرح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اس سے پناہ کہ بندہ وسط کو نہایت خیال کر کے غیر مقصد کو مقصد قرار دے لے۔ اور چون کہ بے چون تصور کر لے۔ اور مطلب حقیقی تک وصول سے رو جائے۔ ہمت کو بلند کرنا چاہیے۔ اور کسی بھی ماسل ہو جانے والی شے پر کفایت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ اپنے مطلب کو نہایت بلند یوں میں تلاش کرنا چاہیے۔ اس طرح کی ہمت کا حصول شیخ مقدس کی توجہ سے وابستہ ہے۔ اور شیخ کی توجہ مرید بقصد کی محبت اور اخلاص کے مطابق ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جسے چاہے عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ افضل معظم والا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۲۹

سید نظام کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ انسان کی جامعیت اس کے تفرقے کا باعث ہے۔ اور یہی جامعیت اس کی جمعیت کا سبب ہے۔ جس طرح دریا کے نیل کا پانی دوستوں کے لئے پانی اور دشمنوں کے لئے مصیبت ہے۔ آپ کا مکتوب شریف بلا آدمی چونکہ تمام موجودات میں جامع ترین ہستی ہے۔ اور اس کے اجزاء میں سے ہر جزو کے تعلق کے اعتبار سے کثیر موجودات کیساتھ گرفتاری پائی جاتی ہے۔ پس فی الحقیقت اس کی جامعیت اس کی جناب قدس خداوندی جل سلطانہ سے سب سے زیادہ دوری کا باعث بنی ہوئی ہے۔ اور متعدد تعلقات بھی

۱۲۸ مشکوٰۃ بحوالہ بخاری و مسلم بروایت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

اس کی دُوری کا باعث بن چکے ہیں۔ اور اگر یہ توفیق خداوندی سے اپنے آپ کو ان پرانہ تعلقات سے الگ کر لے۔ اور اپنے اصل کی طرف رجوع کرے۔ تو اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔ ورنہ دُور کی گمراہی میں جا گیا۔ اپنی جامعیت کے سبب جس طرح انسان بہترین موجودات ہے۔ اسی جامعیت کے باعث بدترین مخلوق بھی یہی ہے۔ اس کا آئینہ بواسطہ جامعیت سب سے اتم اور اکمل ہے۔ یہ انسان اگر اپنا رُخ کائنات کی طرف رکھے۔ تو جتن زیادہ اسے میل کھیل کھیں ٹھیک ہے۔ اور اگر اس کا رُخ حق تعالیٰ کی طرف ہو تو پھر معنی اور نہایت بیش نما ہے۔ ان تعلقات کی میل کھیل سے مکمل آزادی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صمد ہے۔ آپ کے بعد دوسرے انبیاء کرام اور اولیاء عظام اپنے اپنے درجات کے مطابق صلوات اللہ تعالیٰ و تسلیاتہ علی نبینہ و علیہم اجمعین الی یوم الدین۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بحرمت النبی المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان نقوشات سے نجات عطا کرے۔ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم وہ مقدس ذات ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے ہر جس الفاظ مدح فرمائی۔ مازناغ البصر و ما طغی۔ یعنی حضورؐ کی نظر مبارک نہ تو کج ہوئی اور نہ ہی اُس نے صدمے سے تباہی کی۔ اس سے زیادہ گفتگو موجب طلال ہے۔ والسلام علیہ و آلہ و سلم

مکتوب نمبر ۱۳

جمال الدین کی طرف مبارک فرمایا:

اس بیان میں کئی تکنیکیات احوال کا چنداں اعتبار نہیں۔ بے کیف اور بے مثال مقصد کا حصول ہونا چاہیے۔

تکنیکیات کا چنداں اعتبار نہیں۔ ان میں گرفتار نہیں ہونا چاہیے۔ کہ کیا آیا اور کیا گیا اور کیا کہا اور کیا سنا مقصود دُوسری چیز ہے۔ جو گفت و شنید اور دید و شنود سے منزہ اور مجزا ہے۔ سلوک کے پتوں کو اخروٹ و انگور و مہولہ اشیاء سے قبل دیتے ہیں۔ ہمت بلند ہونی چاہیے۔ کرنے والا کام دُور سے ہے۔ یہ سب خواب و خیال ہے۔ خواب میں کوئی شخص اگر اپنے آپ کو بادشاہ دیکھے تو وہ نفس الامری بادشاہ نہیں۔ لیکن اس طرح کے خواب سے بلند مراتب کے حصول کی امید واری مترشح ہوتی ہے۔ طریقہ نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرار اکابر ہم میں وقائع کا کوئی اعتبار نہیں کرتے۔ انہوں نے یہ بیت اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔ بیت

چوں غلام آقا ہم انداز آفتاب گوئم
نہ شہم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گوئم

اگر کوئی وارد ہوا اور پھر ملا جائے۔ تو خوشی اور غمی کی کوئی ضرورت نہیں۔ بے کیفیت اور بے مثال مقصود کے حصول کا منتظر رہنا چاہیے۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۳۱

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف صادر فرمایا:

طریقہ خواجگان نقش بند یہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی بندی شان۔ اور اس جماعت کے حال شکایت کے بیان میں جنہوں نے اس طریقہ میں بہت سی غلطیاں نکال لی ہیں۔ اور انہیں اس طریقہ کی تکمیل قرار دے رکھا ہے۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین۔
انہی ارشدی خواجہ محمد اشرف کو اللہ تعالیٰ اپنے دوستوں کی بزرگیوں سے نوازے اور مشرف فرمائے
معلوم ہونا چاہیے کہ خواجگان نقش بند یہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کا طریقہ حق تعالیٰ تک پہنچانے والے طریقوں میں سب سے زیادہ قریب ہے۔ اور دوسروں کی نہایت ان بزرگواریوں کی ہدایت میں درج ہے۔ اور ان کی نسبت تمام سبقوں سے بلند ہے۔ یہ سب کچھ اس بنا پر ہے کہ اس طریقہ میں التزام سنت اور بدعت سے اجتناب ہے۔ یہ بزرگ حتی الامکان رخصت پر عمل کرنا ہمارا نہیں رکھتے۔ اگرچہ بظاہر باطنی طور پر اسے نفع مند ہی پائیں۔ اور عزیمت پر عمل کرنے کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ اگرچہ صورت کے لحاظ سے سیرت اور طریقہ میں نقصان دہ ہی محسوس کریں۔ ان بزرگوں نے احوال و مواجہہ کو احکام شرعیہ کے تابع کیا ہے۔ اور اذواق و معارف کو علوم شرعیہ کا خادم تصور کیا ہے۔ شرح شریف کے نفیس موتیروں کو بچوں کی طرح و ہموال کے اخروٹ اور انگوروں کے عوض نہیں لیتے۔ اور صوفیہ کی بے اصل باتوں سے مغرور اور فتنہ میں نہیں پڑتے۔ نصوص شرعیہ کے مقابلہ میں خصوصاً احکام کی باتوں کو اختیار نہیں کرتے اور فتوحات مدنیہ کو چھوڑ کر فتوحات عکبریہ کی کتاب کی طرف التفات نہیں کرتے۔ ان کا حال دائمی ہے اور ان کا وقت پامدار ہے۔ وہ تعلق ذاتی جو دوسروں کو بھلی کی چمک کی طرح نصیب ہوتی ہے۔ ان بزرگوں کو دائمی طور پر نصیب ہے۔ وہ حضور جو تصور ہی دیر بعد باقی نہ رہے ان کے ان اعتبار سے ساقط ہے۔

ہر جَالٌ لَا تُلَاقِيہُمْ تَجَارَةً وَلَا بَیْعًا
وہ ایسے لوگ ہیں جنہیں تجارت اور سود اگر ہی اللہ
عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ
کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔

لیکن ہر ایک کا ذہن کے مذاق تک نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ ممکن ہے کہ اس طریقہ علیہ کے کوتاہ اندیش لوگ ان کے

کمالات کا انکار ہی کر بیٹھیں۔ بیت

قاسمے گر کند این طائفہ را طعن قصور
عاش بلند کہ بر آرم بزبان این نگہ را
اگر کوئی کوتاہ بہت اس گرد و فتنہ پر قدس سریم پر اعتراض کرے تو وہ جانے اللہ کی پناہ کہ اس جگہ کو
میں زبان پر لاؤں۔

ہاں اس طریقہ علیہ کے متاخرین بزرگوں کے کچھ خلفاء نے اس طریقہ میں کچھ نئی چیزیں داخل کر دی ہیں اور
اس سلسلہ کے اکابر کی روش کو ترک کر دیا ہے۔ ان لوگوں کے مریدوں کی ایک جماعت یہ عقیدہ رکھتی ہے۔ کہ ان
محدثات سے انہوں نے اس طریقہ کی تکمیل کی ہے۔ حاشا و کلا رہنا بخدا، کبروت کجلہ تحوہج مہی اؤاھیم
بہت بڑی بات ان کے مثنویوں سے نکل رہی ہے۔ جن لوگوں نے اس سلسلہ میں بعض نئی اور بے اصل باتیں داخل
کی ہیں۔ ان سے اس سلسلے کی تکمیل نہیں بلکہ اس میں سلسلے کی تخریب اور اسے ضائع کرنا ہے۔ افسوس ہزار افسوس
بعض وہ بدعات جن کا دوسرے سلسلوں میں وجود تک نہیں۔ انہیں اس سلسلہ میں جاری کر دیا گیا ہے۔ مثلاً اس سلسلہ
کے بعض لوگ نماز تہجد جماعت سے ادا کرتے ہیں۔ اور اگر دوسرے لوگ تہجد کے وقت جمع ہوتے ہیں اور پھر یہ لوگ
پوری جمعیت کے ساتھ یہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔ ان کا یہ عمل مکروہ تحریمہ ہے۔ جن فقہاء نے اس جماعت
کی کراہت کے لئے قدامی لوگوں کو بلانا کو شرط قرار دیا ہے۔ انہوں نے بھی ایک گوشہ مسجد میں اسے جائز کہا
ہے۔ وہ بھی اس صورت میں کہ تین افراد سے زیادہ نہ ہوں۔ تین سے زیادہ افراد کا بل کر یہ نماز جماعت سے ادا
کرنا فقہاء کے نزدیک بالاتفاق مکروہ ہے۔ نیز اس طرح نماز تہجد ادا کرنے میں تیرہ رکعت تصور کرتے ہیں۔ بارہ
رکعات کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں۔ اور دو رکعت بیٹھ کر۔ اور ان دو کو ایک رکعت تصور کرتے ہیں اور اس طرح
تیرہ رکعت تصور کرتے ہیں۔ حالانکہ بات یوں نہیں۔ ہمارے نبی کریم علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے جو
بعض دفعہ تیرہ رکعات اور فرمائی ہیں اور بعض دفعہ گیارہ رکعات اور بعض دفعہ نو رکعات تو وہ وتروں کو ساتھ ملا کر
جنت رکعات کے بجائے طاق رکعات قرار دی ہیں یوں نہیں کہ دو رکعات نفل کو جو بیٹھ کر ادا کی ہوں ایک تصور
کیا ہے۔ اس قسم کے علم و عمل کا منشا روشن سنت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتمیذہ کی عدم تحقیق ہے۔
تعجب ہے کہ ان شہروں میں جو علماء مجتہدین کا مسکن و ماویٰ ہیں اس طرح کی بدعات رواج پذیر ہو چکی ہیں حالانکہ
ہم فقہاء اسلامی علوم کا استفاضان بزرگوں کی برکات سے کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی درست بات کا الہام فرمانے
والا ہے۔ فرد

اندکے بیش تو غم غم دل تر سیدم کہ دل آزدہ شوی ورنہ سخن بسیار است
میں نے غم دل تھوڑا سامیان کیا ہے۔ میں ڈر گیا ہوں کہ تو دل آزدہ ہو گا ورنہ باتیں بہت ہیں۔ والسلام

مکتوب نمبر ۱۳۲

ملا محمد صدیق ہشتی کی طرف صادر فرمایا:

رد متمدنوں کی مجلس سے اجتناب اور فقراء کی صحبت کی ترغیب کے بیان میں۔

کیونکہ فقراء کے آستانوں کی مہربانی و کثی اغنیاء کے ہاں ہمد نشینی سے بہتر ہے۔

مَرَبْنَا لَا تَزُغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا
وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ سَخِمَةً إِنَّكَ
أَنْتَ الْوَهَّابُ۔

اے اللہ! ہمارے دلوں کو کج ہونے سے بچا۔

اس کے بعد کہ تو نے ہم کو ہدایت بخشی اور ہمیں اپنے

پاس سے رحمت عطا فرما۔ بیشک تو ہی بہت عطا

فرمانے والا ہے۔

اے برادر آپ نے ظاہر طور پر فقراء کی صحبت و ہشتی سے کنارہ کشی کر کے اور دل تنگ ہو کر اغنیاء کی مجلس اختیار کر لی ہے۔ آپ نے بہت بُرا کیا ہے۔ آج اگر تمہاری چشم بصیرت بند ہے تو کل کھول دیں گے۔ مگر اس وقت ندامت اور شرمندگی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بتا دینا شرط ہے۔ اے دیوانگی کے مارے ہوئے تیرا معاملہ دو حال سے خالی نہیں۔ اغنیاء کی مجلس و صحبت میں تجھے جمعیتِ خاطر نصیب ہوگی یا نہ ہوگی۔ اگر ہوگی تو وہ بھی بُری ہے۔ اور نہ ہوگی تو یہ بہت ہی بُری بات ہے۔ ان کی مجلس میں اگر جمعیتِ خاطر نصیب ہوگی تو وہ جمعیت نہیں بلکہ فی الحقیقت استدراج رکچہ وقت کے لئے مہلت ہے۔ اس صورتِ حال سے اللہ تعالیٰ کی پناہ۔ اور اگر جمعیتِ خاطر نصیب ہی نہ ہو خسر الدنیا والآخرہ، دنیا اور آخرت کا خسارہ اس کا نشانِ حال ہے۔ یاد رکھ فقراء کے آستانے کی مہربانی و کثی اغنیاء کی ہمد نشینی سے بہتر ہے۔ آج اس بات کی سمجھ آئے یا نہ آئے۔ آخر کار سمجھ آ جائے گی مگر اس وقت کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ لذیذ طعام اور اچھے اور فاخرہ لباس کی آرزو نے تجھے اس بلا میں ڈال دیا ہے۔ اب بھی کچھ نہیں گیا۔ اپنے اصلی مقصد کی فکر کرو۔ جو کچھ سخی سبحانہ تعالیٰ سے رکاوٹ کا باعث ہے۔ اس سے دور بھاگو۔ اور بچو۔

بیشک تمہاری کچھ بیوریاں اور اولاد تمہاری

دشمن ہے ان سے بچو۔

إِنَّ مِنْ أَوْلَادِكُمْ

عَدُوَّكُمْ فَاحْذَرُوهُمْ۔

نص قطعی ہے۔ صحبت کے حقوق نے مجھے اس بات پر مجبور کیا کہ تمہیں نصیحت کر دوں۔ آگے اس پر عمل

کرو یا نہ کرو یہ تمہاری مرضی۔ شعر

وَقَدْ كَانَ مَا خِفْتُ أَنْ يَكُونَا إِنَّا الْخَلْقُ اللَّهُ سَأَجْعُونَا

یعنی بیشک وہ بات ہو کر رہی جس کا مجھے ڈر تھا۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ سَأَجْعُونَ
ان سب لوگوں پر سوسمتی کا نزول ہو جو ہدایت کے پیروکار اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ
والتسلیمات والتحیات انتہا و اکہبا کی سنت کے پابند ہیں۔ مجھے تمہاری فطرت اور استعداد سے کچھ اور بھی توقع تھی۔ تم
نے اپنی استعداد کے جوہر نفس کو پانچانے میں بھینٹ دیا ہے۔ إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ سَأَجْعُونَ۔

مکتوب نمبر ۱۳۳

یہ مکتوب بھی مکہ محمد صدیقی کی طرف صادر فرمایا۔ اس بیان میں کہ فرصت کے لمحات کو غنیمت جانا چاہیے۔
اور اپنے قیمتی وقت کی قدر کرنی چاہیے۔

قاصد کے ہاتھ آپ نے جو مکتوب ارسال کیا تھا بل گیا ہے۔ فرصت کے لمحات کو غنیمت جانو۔ اور اپنے وقت
عزیز کی قدر کرو۔ رسوم و عادات سے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ اور حیلوں بہانوں سے خسارے اور محرومی میں ہی
اضافہ ہوتا ہے۔ مخبر صادق حضور نبی کریم علیہ وعلیٰ آلہ بن الصلوٰۃ انتہا و اکہبا سے فرمایا ہے :
هَلَلْتَ الْمُسَوِّفُونَ۔ یعنی "یہ کام ابھی کروں گا" کہنے والے ہلاک ہو گئے۔

ایام زندگی کو مہموم مقاصد میں صرف کرنا اور مہموم مقاصد و اموال اور منافع دنیوی کو مہموم وجود کے
لئے نگاہ رکھنا بہت برے ہے۔ چاہیے یہ کہ نقد و وقت کو اہم اور ضروری کام میں صرف کیا جائے۔ اور غیر نقد و آنے
والی زندگی جو ایک وجہی امر ہے (کو بے فائدہ آسائش و آرامش کے لئے ذخیرہ بنانا چاہیے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنی
طلب میں بے آلامی کا ذرہ ہی عطا کرنے سے تاکہ ماسوائے حق کے ساتھ آرام حاصل کرنے سے نجات میسر آجائے۔
گفتگو اپنے فائدہ ہے۔ سلامتی قلب طلب کرنی چاہیے۔ اصل مقصد کی فکر میں رہنا چاہیے اور لا یعنی امور سے
مکمل طور پر گریز کرنا چاہیے۔ بیہیت

ہر چہ جز عشق خدائے احسن است گر شکر خوردن بود جان کندن است

خدائے احسن کے عشق و محبت کے سوا جو کچھ ہے۔ اگر چہ شکر کھانے کا فعل ہی ہی کیوں نہ ہو دراصل اپنی
جان کو ہلاک کرنے کی ہی بات ہے۔

مَا عَلَى رَسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ رُسُلُونَ بِرِصْفِ بَاتِ كَا بِنِجَارِ بِنَا بِنَا

مکتوب نمبر ۱۳۴

یہ مکتوب بھی مکہ محمد صدیق کی طرف لکھا۔ ”تقوٰی دیر تک کونوں گا“ سے روکنے کے بیان میں۔

حق سبحانہ و تعالیٰ مدارج قرب میں بے اندازہ عروج عطا فرمائے۔ بحرمت سید المرسلین علیہ و علیہم و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات اتہا۔

اے محبت کے نشانات والے وقت انسان کی زندگی کو کاٹنے والی تلوار ہے۔ معلوم نہیں کل فرصت نصیب ہدیائے ہو۔ اہم اور ضروری کام آج ہی کرنا چاہیے۔ اور غیر ضروری کام کل پر ڈالنا چاہیے۔ عقل معاد کا یہی تقاضا ہے۔ جہاں عقل معاش اس تقاضا سے خالی ہے۔ اس سے زیادہ کیا کہے۔ واسطوں

مکتوب نمبر ۱۳۵

یہ مکتوب مختص دوست محمد صدیق کی طرف صادر فرمایا :

ولایت کے مراتب کے بیان میں چاہئے ولایت عامہ ہو یا خاصہ۔ نیز ولایت خاصہ کی بعض خصوصیات

کے بیان میں۔

معلوم ہونا چاہیے کہ ولایت فنا اور بقا کا نام ہے۔ اور یہ ولایت یا عام ہوگی یا خاص۔ اور عام سے بہاری مراد مطلق ولایت ہے۔ اور خاصہ سے ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ مراد ہے۔ ولایت محمدیہ میں فنا تم اور بقا اکمل حاصل ہوتی ہے۔ تو جو نیک بخت اس نعمت عظمیٰ سے مشرف کیا گیا۔ اس کا جسم طاعت کیلئے نرم ہو گیا۔ اس کا سینہ اسلام کے لئے کھل گیا۔ اور اس کا نفس مطمئن ہو گیا۔ تو اس کا نفس اپنے مولا سے راضی ہو گیا۔ اور اس کا مولا اس سے راضی ہو گیا۔ اور اس کا دل رب تعالیٰ کی ذات کے لئے ہی خالص ہو گیا۔ اور اس کی روح پودے طور پر صفات لاہوت کے مکاشفے کے لئے آزاد ہو گئی۔ اور اس کا سر شیون ادا اعتبارات کے ملاحظہ کیا۔ موصوف ہو گیا۔ اور اس مقام میں تجلیات ذاتیہ برقیہ سے مشرف ہو گیا۔ اور اس کا لطیفہ فنی رب تعالیٰ کے کمال تنزہ اور تقدس کبریا کے سامنے درجائے حیرت میں ڈوب گیا۔ اس کا لطیفہ اخفی اس ذات کے ساتھ بے کیفیت اور بے مثال طریقہ پر انفعال پذیر ہو گیا۔ مصرعہ

ہنیئنا لا ربابا لینعم نعبیہا ارباب نعمت کو نعمتیں گوارا ہوں۔

اور ایک بات جو ذہن میں رکھنی چاہیے یہ ہے کہ ولایت خاصہ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقہ عروج و نزول کے منظم طریقوں میں دوسرے تمام مراتب و ولایت سے ممتاز اور الگ ہے۔ جناب عروج میں تو اس طرح کہ لطیفہ اخفی کی نفا اور اس کی بقاء اسی ولایت خاصہ کیساتھ مخصوص میں ہے۔ باقی تمام ولایتوں کا عروج اپنے درجات کے فرق کے مطابق صرف لطیفہ خفی تک ہے۔ یعنی بعض ارباب ولایت کا عروج مقام رُوح تک ہے۔ اور بعض کا عروج رُوح تک۔ اور کچھ دوسروں کا عروج لطیفہ خفی تک ہے۔ اور یہ ولایت عامہ کے درجات کی آخری حد ہے۔ اور جانب نزول میں اس طرح کہ ولایت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقہ کے اولیاء کے اجسام عابروہ کو بھی اس ولایت کے درجات کمالات سے حصہ ملتا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو شب معراج جہاں تک خدا تعالیٰ نے چاہا جس قدر ضروری کیساتھ عروج حاصل ہوا۔ اور آپ پر جنت اور دوزخ پیش کئے گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے جن علوم کی وحی آپ پر نازل کرنی تھی نازل کی۔ اور وہاں آپ حق تعالیٰ کی رویت بصری سے مشرف کئے گئے۔ اور اس طرح کی معراج حضور بید الصلوٰۃ والسلام کے لئے خاص ہے۔ اور وہ اولیاء جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت سے موصوف ہیں اور آپ کے قدم مبارک کے نیچے چلتے ہیں انہیں بھی اسی مرتبہ مخصوصہ سے حصہ ملتا ہے۔ مصرعہ: واللہ من ہن کا میں الکوام نصیب۔ کریم لوگوں کے پیالے میں زمین کا بھی حصہ ہے۔ اس باب میں آخری بات یہ ہے کہ دنیا میں رویت کا وقوع حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ خاص ہے۔ اور جو اولیاء کرام آپ کے قدم کے نیچے ہیں انہیں جو حالت نصیب ہوتی ہے وہ رویت کی حالت نہیں۔ اور رویت اور اس حالت میں فرق اصل اور فرع اور شخص اور اس کے سایہ کا فرق ہے۔ رویت اور یہ حالت ایک دوسرے کا عین نہیں۔

مکتوب نمبر ۱۳۶

یہ مکتوب بھی تادم صدیق کی طرف صادر فرمایا:

تسویف یعنی نیک کام میں مال مٹول اور مطلوب حقیقی کے حصول میں تاخیر سے روکنے کے

بیان میں۔

آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہوا۔ چونکہ قاصد مضان المبارک کے آخری عشرہ مبارک میں پہنچا۔ اس لئے اس ہفتہ کے گزرنے کے بعد جواب کا پروگرام بنایا۔ فائنٹان کے خط کا جواب اور خواجہ عبداللہ کے خط کا جواب ارسال کر دیا ہے۔ اسے ملاحظہ کر لیں۔ اس دفعہ تہذیب افواج میں جانا فقیر کے نزدیک غیر معقول نظر آتا ہے۔ معلوم

نہیں اس میں کیا حکمت ہے۔ حقیقت معاملہ کا علم اللہ سبحانہ کو ہی ہے۔ آپ کو یومیہ روزی عطا فرمائی ہوئی ہے۔ اسے غنیمت جانتے ہوئے اپنے کام کی فکر کرنی چاہیے۔ اسے مزید روزی حاصل کرنے کا ذریعہ نہیں بنانا چاہیے کیونکہ یہ طریقہ لاتنہی سلسلے کی شکل اختیار کر جائے گا۔ درویشی میں لمبی اُمیدیں رکھنا کفر ہے۔ اور قرض سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ اور معاملہ غیر معلوم ہے کہ خواجہ صاحب سے شاید اس کی صورت بن سکے۔ اگر اس بارے میں اشتباہ ہو تو خواجہ صاحب کی طرف یہ بات صاف اور صریح طور پر لکھیں۔ اگر وہ بھی جواب میں واضح طور پر لکھیں اور ان کی طرف سے پختہ وعدہ محسوس ہو۔ اس نیت کے تحت جاسکتے ہیں۔ لیکن تسو لیت رنیک کام میں ٹال مٹول، اور تاخیر کا کیا علاج۔ آپ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں جلد کر لیں فرصت کے لمحات نہایت غنیمت ہیں۔

مکتوب نمبر ۱۳

حاجی خضر خان افغان کی طرف صادر فرمایا۔

ادائے نماز کی بلند شان میں جس کا کمال نہایت نہایت کیساتھ وابستہ ہے۔ اور اس کے

مناسب امور کے بیان ہیں۔

آپ کا مکتوب مرغوب موصول ہوا۔ مضمون وضاحت سے ذہن میں آیا۔ عبادت میں لذت اور اس کے ادا کرنے میں رنج و تکلیف کا رفع ہونا حق سبحانہ و تعالیٰ کی بڑی نعمتوں میں سے ہے۔ خاص کر ادائے نماز میں جو غیر ملتی کو میسر نہیں۔ علی الخصوص فرض نماز کے ادا میں کیونکہ ابتداء میں نفل نماز کے ادا کرنے میں لذت نصیب ہوتی ہے۔ اور نہایت نہایت میں پہنچ کر لذت کی یہ نسبت ادائے فرض کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے۔ اور

اے حاجی خضر خان مرحوم حضرت امام ربانی و محمد اللہ علیہ کے منظور نظر لوگوں میں سے ہیں۔ آپ کو حضرت امام ربانی قدس سرہ کی طرف سے تیسم طریقہ کی اجازت بھی مرحمت ہوئی۔ سبے شمار مغفوت آپ کے فیض سے مستفید ہوئی۔ آپ رات کا اکثر حقد گریہ و زاری میں بسر کرتے مسکنت، تواضع، صفائی قلب اور حضور کے اوصاف سے مصروف تھے۔ اور آپ کے اوقات تلاوت قرآن مجید، اذکار و نوافل اور اورو وظائف سے معمور تھے۔ آپ سرہند شریف کے مضافات میں قصبہ بہلول میں سکونت رکھتے تھے۔ حاجی صاحب مرحوم اولا حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے والد بزرگوار محمد اللہ علیہ کی محفلِ جنت نشان میں حاضر ہوتے۔ اور سرمایہ سعادت جمع کرتے رہے۔ بعد میں آپ نے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کی خدمت میں سلوک کی تکمیل کی۔ آپ نے ۱۰۵۶ھ میں وفات پائی۔ آپ کا مزار شریف قصبہ بہلول پور میں ہے۔ زیرِ حفاظت۔

بندہ ادائے نوافل میں اپنے آپ کو بے کار تصور کرتا ہے۔ اور اس کے نزدیک ادائے فرض ہی کا عظیم قرار پاتا ہے۔ مصرعہ: ایں کار دولت است کنوں تاکرا دہند۔ یہ دولت اور سعادت کا کام ہے۔ دیکھئے اب یہ نعمت کس نصیب ہوتی ہے۔

یہ بات علم میں ہونی چاہیئے کہ نماز ادا کرتے وقت جو لذت نصیب ہوتی ہے۔ نفس کے لئے اس میں کوئی حصہ نہیں۔ بلکہ وہ اس لذت کی حالت میں نالہ و نغان کر رہا ہوتا ہے۔ سبحانہ اللہ کیا بلند مرتبہ ہے۔ مصرعہ: ہذا لاس باب النعیم نعيمها۔ ارباب نعمت کو نعمتیں گوارا ہوں۔ ہم جیسے دیوانوں کے لئے اس طرح کی گفتگو ہی غنیمت ہے۔ مصرعہ: بارے بر پنج خاطر خود شادے کنم۔ کسی طرح ہی مجھے دل کی خوشی نصیب ہو جائے۔ یہ بات بھی جان لیں کہ دنیا میں رتبہ نماز آخرت میں رتبہ درویش کی طرح ہے۔ دنیا میں نہایت قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ اور آخرت میں نہایت قرب دیدار خداوندی کے وقت ہو گا۔

اور یہ بات بھی ذہن میں رکھیں باقی عبادات نماز کے وسائل اور ذرائع ہیں۔ اور نماز مقاصد میں سے ہے۔ والسلام والا کرام

مکتوب نمبر ۳۸

شیخ بیاد الدینی سرہندی کی طرف صادر فرمایا:

کینی دنیا کی مذمت اور دنیا داروں کی صحبت و مجالست سے پرہیز کرنے کے بیان میں۔
فرزند ارشد اس کمپنی اور بیغوض دنیا پر خوش نہ ہو۔ جناب قدس خداوندی جل سلاطہ کی طرف دائمی توجہ کے سرمایہ کو ہفت سے زبانی دے۔ اور اس بات کا خیال کرے کہ کیا چیز فروخت کر رہا ہے۔ اور کیا خرید رہا ہے۔ آخرت کو دنیا کے بدلے میں دے دینا اور مغفوق میں الجھ کر حق سبحانہ سے کٹ جانا بے وقوفی اور بے عقلی ہے۔ دنیا اور آخرت کا جمع ہونا ضدوں کے جمع ہونے کی مانند ہے۔

مَا أَحْسَنَ الدِّينَ وَالدُّنْيَا لَوِ اجْتَمَعَا کیا ہی اچھا ہوتا اگر دین اور دنیا دونوں جمع ہو جائے
ان دونوں میں جس کو چاہیں اختیار کریں۔ اور جس کے عوض چاہیں اپنے آپ کو فروخت کر دیں۔ آخرت کا عذاب ابدی اور دائمی ہے۔ اور دنیا کا سامان بالکل تقوڑا ہے۔ خدا تعالیٰ سبحانہ دنیا کو اپنا دشمن قرار دینا ہے۔ اور آخرت اللہ تعالیٰ و تقدس کی پسندیدہ شے ہے۔ ن

عِشْ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَيِّتٌ وَالْوَمَّ مَا شِئْتَ فَإِنَّكَ مَفَارِقٌ

جتنا بھی سروسہ زندہ رہو آخر تم نے مرنا ہے۔ اور جس شے سے بھی چھوڑنا نہیں اسے چھوڑنا پڑے گا۔
آخر کار زن و فرزند کو چھوڑنا پڑے گا۔ لہذا ان کی تدابیر کو حتی سحانہ کے حوالے کرنا چاہیے۔ اور آج اپنے آپ کو
مردہ تصور کرنا چاہیے۔ اور ان کی مہمات کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا چاہیے۔

إِنَّ مِنْ أَزْوَاجِكُمْ وَأَوْلَادِكُمْ عَدُوًّا
بیشک تمہاری کچھ بیویاں اور اولاد تمہاری دشمن
لکم فَاخْذُوا مِنْهُمْ۔ ہے۔ ان سے ڈرنا چاہیے۔

نفس قطعی ہے۔ بار بار تاکید ہے۔ خواب خرگوش میں کب تک پڑے رہو گے۔ آخر انکھ کھولنی چاہیے اہل دنیا
کی صحبت اور ان سے میل جول نہ رہنا قابل ہے۔ اس زہر کا کشتہ دائمی موت میں گرفتار ہے۔ عقلمند کو تو اشارہ ہی
کافی ہے۔ چر جائیکہ صراحتہ بار بار تاکید اور مبالغے کیساتف کہا جائے۔ بادشاہوں کے درباروں کا فقر چرب و
شیریں مرض قلبی میں اضافہ کرتا ہے۔ تو ایسی صورت میں نجات اور فلاح کس طرح نصیب ہو سکتی ہے۔ ڈرو،
ڈرو، ڈرو۔

من اسچ شرط بلاغت با تو میگویم تو خواہ از سخنم پسند گیر خواہ ملال

میں نے شرط تبلیغ پوری کر دی ہے۔ تو میری باتوں سے خواہ نصیحت حاصل کر خواہ ملال

شیر سے بھی زیادہ ان کی صحبت سے دور بھاگو۔ کیونکہ شیر صرف دنیوی موت کا سبب بنتا ہے۔ اور اس
سے آخرت برباد نہیں ہوتی۔ لیکن حکام و سلاطین سے میل جول بلاک ابدی اور خسارہ دائمی کا سبب بن جاتا ہے
لہذا ان کی صحبت سے بچو، ان کے فقر سے بچو، ان کی دوستی اور صحبت سے بچو اور ان کو دیکھنے سے بھی گریز کرو۔
حدیث صمیم میں وارد ہو چکا ہے۔

مَنْ تَوَاضَعَ غَنِيًّا لِّغَنَاهُ ذَهَبٌ
جو کسی غنی کی اس کی دولت کی وجہ سے تواضع

کرتا ہے اس کا دوحصے دین ضائع ہو جاتا ہے۔

آپ کو احساس ہونا چاہیے۔ کہ یہ سب تواضع اور چالوسی ان کی دولت کی وجہ سے ہے۔ اور اس کا نتیجہ
دو حصے اپنا دین برباد کرنے کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ تو تمہارا اسلام سے کیا تعلق اور تم نجات کیسے پاسکتے
ہو۔ یہ سب مبالغہ اور تاکید اس لئے ہے کہ فقیہ جانتا ہے کہ ناجنس لوگوں کی صحبت اور ان کے فقر چرب و شیریں
نے اس فرزند کو نصیحت قبول کرنے اور عقلمندی اختیار کرنے سے دور کر دیا ہے۔ اور سرسری کلمہ و کلام سے متاثر
ہونے سے امید کم ہے۔ تو میں بار بار کہتا ہوں کہ ان کی صحبت سے بچ۔ اور ان کی شکل سے بھی گریز کرو۔

اللہ سبحانہ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں ان باتوں سے نجات دے جو
ہمارے بلند شان و لمے رب تعالیٰ کو نا پسند ہیں۔ بھرتہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جو سید کثیر ہیں اور جن کی

مدح میں مازاج البصر وارد ہوا ہے۔ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیات اکملہا۔

مکتوب نمبر ۱۳۹

جعفر بیگ نہانی کی طرف صادر فرمایا:

اس بد بخت جماعت کے بیان میں جو اہل اللہ پر اعتراض کرتی ہے۔ اس جماعت کی بھو و مذمت جائز بلکہ مستحسن ہے۔

آپ کے التفات نامہ گرامی نے مشرف فرمایا۔ حق سبحانہ و تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ آپ فقراء کے حالات بھر گیری رکھتے ہیں۔ اور موجودگی اور عدم موجودگی کو یکساں حقیقت دیتے ہیں۔ مخدوم گرامی! کفار قریش نے جب اپنی کمال بد بختی کی بناء پر اہل اسلام کی بُرائی اور مذمت میں بہت مبالغہ کیا تو حضرت رسالت مآب علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے بعض اسلامی شعراء کو حکم دیا کہ نالائق کفار کی مذمت بُرائی اشعار میں کریں۔ وہ شاعر حضرت رسالت مآب علیہ وعلی آلہ من الصلوات افضلہا ومن التسلیات اکملہا کے سامنے ظہر پر بیٹھنا اور کفار کی مذمت میں اعلانیہ اشعار کہنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے جتنا وقت یہ کفار کی مذمت میں صرف رہتا ہے۔ روح القدس رجبریل اس کے ساتھ رہتا ہے۔ مخلوق کی طرف سے ایذا اور تکلیف کا پہنچنا عشق کی غنیمتوں میں سے ہے۔ اے اللہ ہمیں ان عشاق میں داخل کرے۔ ہجرت سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلی آلہ الصلوات والتسلیمات۔

مکتوب نمبر ۱۴۰

حاج محمد معصوم کابلی کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کر رنج و محنت محبت کے لوازمات میں سے ہے۔

اے محبت کے نشانات و اے رنج و محنت محبت کے لوازمات میں سے ہے۔ فقراء کے لئے درود و غم کا ہونا

لازمی بات ہے۔ بیعت

غرض از عشق قوام پاشنی در دو غم است در نہ زیر فلک اسباب تنعم چہ کم است
تیرے ساتھ عشق لگانے سے میری غرض و غایت در دو غم کی پاشنی ہے۔ در نہ آسمان کے نیچے ناز و نعمت کے اسباب ہیں

دوست آوارگی چاہتا ہے۔ تاکہ اس کے غیر سے بالکل قطع تعلقی ہو جائے۔ آرام بے آرامی میں ہے۔ اور لذت و خوشی سوز میں ہے۔ قرار بے قراری میں اور راحت زخم خوردہ ہونے میں ہے۔ اس مقام میں فراغت تلاش کرنا اپنے آپ کو محنت میں ڈالتا ہے۔ اپنے آپ کو مکمل طور پر محبوب کے سپرد کرنا چاہیے۔ اس کی طرف سے جو کچھ آئے پوری رضا اور خوشی سے قبول کرنا چاہیے۔ اور اپنے ابرو نہیں پھیرنے چاہئیں۔ زندگی گزارنے کا طریقہ اسی روش میں ہے۔ جہاں تک ہو سکے استقامت اختیار کرو۔ ورنہ سستی تمہارے پیچھے تعاقب کر رہی ہے تمہاری مشغولیت بہت اچھی ہو چکی تھی۔ لیکن قوت سے پیشتر ہی ضعف کا شکار ہو گئی اگر تھوڑا سا بھی ان تردوات اور شکوک اور بے اطمینانی سے اپنے وقت کو ضائع نہ کریں تو اس طرح پہلے سے بھی بہتر ہو جائے گا۔ چاہیے کہ ان بے چینی کے اسباب کو عین جمعیت کے اسباب قرار دیں۔ تب ہی کوئی کام انجام دیا جاسکتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۴۱

مولا محمد قلیچ کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ سلوک کے اس کام میں عمرہ چیز محبت و اخلاص ہے۔

حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ بحرمت حضرت سید المرسلین علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات بیش از بیش ترقیات عطا فرمائے۔ قلبی احوال کے بارے میں آپ کبھی کچھ نہیں لکھتے کہ کیا صورت حال ہے۔ اس سلسلے میں منور کچھ نہ کچھ لکھا کریں کہ یہ بات غائبانہ توجہ کا موجب ہے۔ اس کام میں عمدہ بات محبت و اخلاص ہے۔ اگر اس وقت ترقی محسوس نہیں ہو رہی تو غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ جب اخلاص پر استقامت حاصل ہے۔ تو سالوں کا کام چند گھنٹوں میں میرا سکتا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۴۲

مولا عبد الغفور سمرقندی کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ ان بزرگوں کی اگر تھوڑی سی نسبت بھی ہاتھ آجائے تو تھوڑی نہیں۔

آپ کا مکتوب مبارک جو انکشاف و توجہ سے آپ نے ارسال کیا تھا موصول ہوا۔ فقرہ سے محبت اور اس گروہ کی طرف توجہ و نیاز خداوند تعالیٰ جل سلطانہ کی عظیم نعمتوں میں سے ہے۔ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے

سے بھی کان میں پڑے بہت ہی اچھی لگتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حضرت سید بشر نظر کی کجی سے پاک علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام ظاہر و باطن کی متابعت پر ثبات و دوام عطا فرمائے۔ مصرعہ: کارائست وغیر این ہمدیج۔ اصل کام یہی ہے۔ باقی سب بے فائدہ باتیں ہیں۔

مکتوب نمبر ۱۲۳

محاشس کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ موسم جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے اُسے لہو و لعب میں صرف نہیں کرنا چاہیے۔ فقراء سے محبت رکھنے والے مولانا شمس کو شیک کاموں کی توفیق نصیب ہو۔ کہ موسم جوانی کو غنیمت جانتے ہوئے لہو و لعب میں صرف نہ کرے۔ اور اخروٹ و منقار معمولی چیزوں کے عوض نہ دے ڈالے۔ کیونکہ ایسی صورت میں آخر کار ندامت و پشیمانی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ بتا دینا شرط ہے۔ پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کیا کریں۔ اور حلال و حرام میں تمیز کریں۔ نہایت اخروی کا طریقہ صاحب شریعت کی متابعت ہے۔ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ فانی لذوق اور ہلک ہو جانے والی نعمتوں کو اپنا منظور نظر نہ بنائیے۔

واللہ سبحانہ الموفق للخیرات

(بقیہ حاشیہ صفحہ) پاکستان نے اپنی تصنیف عقائد مجددیہ میں جو عقائد حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کئے ہیں۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ کا ان عقائد سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ بلکہ ملک صاحب نے محض فریبِ سوام کے لئے یہ سب کچھ کیا ہے۔ اور بزرگوں پر بدعت تراشی کر کے اپنی عاقبت مزید خراب کی ہے۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ اور اہل سنت و جماعت کا تبرکات کے متعلق یہ عقیدہ قرآن و سنت سے بھی صاف ثابت ہے۔ قرآن حکیم میں وارد ہے کہ حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بھائیوں سے فرمایا اذْهَبُوا بِقِصْمِیْ هٰذَا لِقَوْہُ عَنیْ وَجْہَ اٰمِیْ یَا بَنَیَّ بِصِیْرَ۔ یعنی میری یہ قمیض لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے چہرے پر ڈال دو۔ اس طرح ان کی گئی ہوئی بینائی واپس آجائے گی۔ قرآن حکیم میں ایک اور مقام پر وارد ہے اَنْ یَّاتِیْکُمْ التَّابُوتُ فِیْہِ سَکِیْنَةٌ مِّنْ رَبِّکُمْ وَبَقِیَّتُهَا لَنَا لَوْ لَکَآلُ مَوْسٰی وَآلُ هٰارُونَ یعنی لے بنی اسرائیل تمہارے پاس ایک صندوق آئے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے سکون اور ان تبرکات

مکتوب نمبر ۱۲۲

ماہفہ محمود لاہوری کی طرف سے صادر فرمایا :

سیر و سلوک کے معنی اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ کے بیان میں کہ دو طرح کی اس سیر کے علاوہ دو طرح کی سیر اور بھی ہے جو ان دو کے بعد حاصل ہوتی ہے۔

سبحانہ و تعالیٰ بھرمتہ سید البشر اور کبھی نظر سے پاک ذات علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات مدارج کمالات میں یہ اندازہ ترقیات عطا فرمائے۔ مصرعہ : ازہر چہ میر و دشمن دوست خوشتر است۔ یعنی جس طرف سے بھی دوست کی بات کان میں پڑے بہت ہی اچھی ہے۔ سیر و سلوک علم میں حرکت سے عبارت ہے۔ جو مقلد کیفیت میں سے ہے۔ حرکت آئینی کی یہاں گنجائش نہیں۔ پس سیر الی اللہ حرکت علمی سے عبارت ہے۔ جو علم اسفل سے علم اعلیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ اور اس سے اور اوپر پھر اور اوپر یہاں تک کہ بندہ تمام ممکنات کے علوم طے کرنے اور ان کے مکمل طور پر

لے کیفیت دراصل اس عرض کا نام ہے۔ جس کا تصور و تعقل غیر کے تصور و تعقل پر موقوف نہ ہو۔ اور جو اقتضاء اولیٰ کے لحاظ سے تقسیم یا عدم تقسیم کی متقاضی نہیں۔ پھر آگے اس کے کئی اقسام میں جیسے کیفیت راسخہ اور غیر راسخہ اور کیفیات فناء فیہ اور علم صحیح مذہب کے مطابق مقلد کیفیت سے ہے۔ لکھا اشار الیہ مجتہد الف ثانی رضی اللہ عنہ، حرکت آئینی یعنی انتقال مکانی یعنی یہاں سیر و سلوک سے مراد یہ نہیں کہ ساکب ایک مکان سے منتقل ہو کر دوسرے مکان میں جا پہنچتا ہے۔ بلکہ اس طرح کی سیر کی یہاں گنجائش نہیں۔

بقیہ ماشیہ صفحہ ۳۶۲) الہامی مانہ ذریعہ ہو گا جسے آل مرسطی اور آل بارون پیچھے چھوڑ گئی۔ بخاری شریف میں ہے کہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے جبہ شریف کا ایک ٹکڑا تھا جب کوئی لا علاج مریض آپ کے پاس آتا تو آپ وہ ٹکڑا پانی میں جگوتیں اور اس کا پانی بیمار کو پلاتیں اسے شفا بہم دیتی۔ اللہ تعالیٰ کے ایک مقدس رسول حضرت یوسف علیہ السلام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوہرہ مطہرہ کا عقیدہ معاذ اللہ ہرگز مشرک نہ نہیں ہو سکتا۔ واللہ تعالیٰ الموفق للهدایۃ الصواب والیسر المرجع والمآب ونسال اللہ تعالیٰ ان ینزقنا علی الحق والہدایۃ الثبات والہدایۃ وجنبنا عن جمیع اصناف الکفر والالحاد۔

(مترجم معنی عنہ)

قنا ہو جانے کے بعد علم واجب تک جا پہنچتا ہے۔ اور اس حالت کو فنا سے تعبیر کرتے ہیں۔

اور سیر فی اللہ اس حرکت علیہ سے عبارت ہے جو مراتب و جوب یعنی اسماء صفات شیون، اعتبارات و تقدیرات اور تنزیہات ہی ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ اس مرتبہ تک جا پہنچتی ہے۔ جسے کسی عبارت سے بیان کرنا ناممکن ہے۔ اور نہ اس کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ اور نہ اسے کسی نام سے موسوم کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ بطور کنیہ اسکا اظہار ہو سکتا ہے۔ اور نہ اسے کوئی عالم جان سکتا ہے اور نہ کوئی ادراک کرنے والا اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ اس سیر کا نام بقا ہے۔

اور سیر من اللہ باللہ بھی جو تعمیری سیر ہے۔ حرکت علمی ہی سے عبارت ہے۔ جو علم اعلیٰ سے علم اسفل تک ہوتی ہے۔ اور اس سے اور نیچے پھر اور نیچے۔ یہاں تک کہ عارف کیچھے کی طرف چل کر پھر ممکنات تک آ پہنچتا ہے اور تمام مراتب و جوب کے علوم سے نیچے اتر آتا ہے۔ یہ وہ عارف ہے جو اللہ سے وابستگی کے باعث سب کچھ طاق نسیان میں رکھ دیتا ہے۔ اور اللہ سے اللہ کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔ یہی واحد پرانے والا اور فاقد رنہ پانے والا ہوتا ہے۔ اور یہی واصل اور حجب میں مبتلا عارف ہے۔ اور یہی قریب اور بعید عارف ہے۔ اور جو چوتھی سیر جو اشیاء میں سیر ہے۔ یہ پہلی سیر اول میں اشیاء کے علوم کے زوال کے بعد پھر آہستہ آہستہ اشیاء کے علوم کے حصول سے عبارت ہے۔ تو جیسا کہ تم جانتے ہو چوتھی سیر اول کے مقابل ہے۔ اور تعمیری سیر دوسری کے مقابل ہے۔

اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ نفس ولایت کے حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے۔ اور نفس ولایت فنا اور بقا سے عبارت ہے۔ اور تعمیری اور چوتھی سیر مقام دعوت کے حصول کے لئے ہے جو انبیاء کرام کرام رسل عظام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور تسلیات ان سب پر عموماً اور ان سب سے افضل پر خصوصاً ہوتی رہیں۔

اور اس بزرگ گروہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی کامل متابعت کرنے والوں کو بھی اس مقام سے حصہ ملتا ہے۔ جیسا کہ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِيْ اَدْخُوْا اِلَيَّ عَلٰى
بَصِيْرَةٍ اَنْتُمْ وَاَهْلِيْكُمْ اَتَّبَعْتُمُ

آپ فرمادیں یہی میرا راستہ ہے۔ میں اللہ کی طرف
جاتا ہوں۔ میں اور میرے پیروکار بصیرت پر ہیں۔

یہ ہے ابتداء و انتہاء کی بات جس کے ذکر سے مقصود اس کی ہندی شان کا اظہار اور طالعان حق کو شرف دلانا ہے۔ بر شکر غلطی لے صفرائیاں از برے کدوئی سودائیاں
لے صفرای مزاج لوگو تم شکر پر خوب لوٹو۔ کیونکہ سوداوی مزاج تو ناہیگی کا شکار ہیں۔

ان لوگوں پر سلامتی کا نزول ہوتا رہے۔ جو ہدایت کے پیرو کار اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اطاعت پر کاربند ہوں۔

مکتوب نمبر ۱۲۵

ملا عبد الرحمن مفتی کی طرف صادر فرمایا :

اس امر کے بیان میں کہ طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ قدس سرہم نے ابتدائے سیر عالم امر سے اختیار کی ہے۔ اور اس دائرہ کے بیان میں کہ اس طریقہ کے بعض مقتدی جلد متاثر کیوں نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر کے راستہ پر ثابت رکھے۔ اللہ اس بندے پر بھی رحم فرماتے جو آمین کہے۔

طریقہ نقشبندیہ کے مشائخ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے اپنی سیر کی ابتداء امر عالم سے اختیار کی ہے۔ اور عالم خلق کو اس کے ضمن میں طے کیا ہے۔ بخلاف دوسرے سلاسل کے مشائخ کہ ان کی سیر کی ابتداء عالم خلق سے ہوتی ہے۔ عالم خلق طے کرنے کے بعد عالم امر میں قدم رکھتے ہیں اور مقام جذبہ تک پہنچتے ہیں۔ لہذا طریقہ نقشبندیہ وصول میں تمام طریقوں سے زیادہ قریب ہے۔ اور دوسروں کی انتہاء ان کی ابتداء میں درج ہے :

قیاس کی رنگستان من بہار مرا میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کا اندازہ کرلو

اس بلند طریقہ کے کچھ طالب ایسے جوتے ہیں کہ باوجودیکہ ان کی سیر کی ابتداء عالم امر سے ہوتی ہے۔ تاہم وہ جلد اثر پذیر نہیں ہوتے۔ اور لذت و صلاوت جو جذبہ اور کشش کا ہر اول دستہ ہے اپنے اندر جلدی پیدا نہیں کرتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان میں عالم امر، عالم خلق کی نسبت کمزور ہوتا ہے۔ اور یہی ضعف و کمزوری جلد اثر پذیری میں رکاوٹ اور سد راہ ہوتی ہے۔ اثر پذیر ہونے میں یہ تاخیر اور دیر اس وقت تک موجود رہتی ہے جب تک ان میں عالم امر، عالم خلق پر غلبہ اور قوت حاصل نہ کر لے۔ اور معطر برعکس نہ ہو جائے۔ اس ضعف کا علاج اس طریقہ کے مناسب یہ ہے کہ مکمل تقویٰ والا مشد پور سے تصرف سے کام لے۔ اور دوسرے طریقوں کے مناسب اس مرض کا علاج یہ ہے کہ پہلے تزکیہ نفس کیا جائے اور ریاضات و مجاہدات مشاقہ موافق شریعت اختیار کئے جائیں۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والحقیر۔ یہ بات بھی معلوم ہونی چاہیے کہ دیر سے اثر پذیر ہونا استعداد کے ناقص ہونے کی علامت نہیں۔ مکمل استعداد والے گروہ کے متعلق بھی یہ ممکن ہے کہ اس بلو میں مبتلا اور گرفتار ہو۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۲۶

سبق کے تکرار کی نصیحت میں شرف الدین حسین بخشنی کی طرف تحریر فرمایا:

فرزند می شرف الدین حسین کا مکتوب موصول ہوا۔ اللہ سبحانہ کی حمد اور اس کا احسان کہ تم فقرہ کی یاد کی سعادت سے بہرہ ور ہو۔ وہ سبق جو آپ نے سیکھا ہوا ہے۔ اس کے تکرار سے اپنے وقت کو معمور اور آباد رکھیں۔ اور فرصت کے لمحات سے پورا فائدہ اٹھائیں۔ ایسا نہ ہو کہ فانی کرو فرارہ راست سے دور کر دے۔ اور ذرا امل ہو جانے والی چیز کی شان و شوکت بے ملامت کر دے۔ بہت

ہمہ انداز میں بتوایں است کہ تو طفلی دغا نہ ہمہ رنگین است

تجھے میری مدد کی نصیحت یہی ہے۔ کہ تو بچہ ہے۔ اور گھر سارا بڑا رنگین ہے

کیا ہی عظیم نعمت ہے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اُمّی ہوئی جوانی میں ہی توبہ کی توفیق عطا کرے۔ اور پھر اس پر استقامت بھی دیدے۔ یہ کہنا بالکل درست ہے کہ دنیا کی تمام نعمتیں اس ایک نعمت کے سامنے گہرے دریا کے آگے شبنم کا درجہ رکھتی ہیں۔ کیونکہ یہ خدا تعالیٰ کی رضا کا موجب ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا تمام دنیوی اور اخروی نعمتوں سے فوق اور اعلیٰ ہے۔ وَرَبُّنَا عَلِيمُ الْغُیُوبِ۔ اللہ تعالیٰ کی رضا بہت بڑی چیز ہے۔ اور سلامتی کا نزول ہر اس شخص پر ہوتا رہے جو ہدایت کا پیر و کار اور متابعت مصطفیٰ علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اتہا و اکملہا پر کار بند ہو۔

مکتوب نمبر ۱۲۷

خواجہ محمد اشرف کابلی کی طرف صادر فرمایا:

اس امر کے بیان میں کہ مخلوق سے الگ ہونا رب تعالیٰ سے وابستگی پر مقدم ہے۔ یا حق تعالیٰ سے

وابستگی مخلوق سے علیحدگی پر مقدم ہے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ بحیرت حضرت سید المرسلین علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات اتہا مدارج کمال میں ترقیات عطا فرمائے۔

مشائخ قدس سرہم کی ایک جماعت کے کسب سنت (مخلوق سے کٹنے) کو پیوستن (حق کے ساتھ وابستگی) پر مقدم

رکھا ہے۔ اور دوسری جماعت نے پیوستن کو گسستن پر مقدم قرار دیا ہے۔ اور تیسرے گروہ نے اس بارے میں توقف اختیار کیا ہے۔ شیخ ابوسعید خراز قدس سرہ فرماتے ہیں جب تک مخلوق سے نہیں چھوڑتے مطلوب کو نہیں پاسکتے۔ اور جب تک مطلوب کو نہیں پاسکتے۔ مخلوق سے نہیں چھوڑ سکتے۔ اور میں نہیں جانتا کہ ان دونوں میں پہلے کونسی چیز ہے۔ ان سطور کا رقم کہتا ہے۔ کہ گسستن اور پیوستن دونوں ایک ہی وقت میں متحقق ہوتے ہیں یہ جائز نہیں کہ گسستن پیوستن سے مجدا ہو یا پیوستن گسستن کے بغیر رونما ہو سکے۔ غایہ مافی الباب یہ ہے کہ حقائق مقدم ثنائی اور دونوں کے ایک دوسرے کی علت ہونے کے تعین میں ہے۔ شیخ الاسلام ہر وی قدس سرہ مذہب ثنائی کو اختیار کرتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ رب تعالیٰ کی طرف سے سبقت کا ہونا بہتر ہے۔ ہاں وہ جماعت جو گسستن کو مقدم جانتی ہے۔ اس سبقت کا انکار نہیں کرتی۔ پیوستن سے ان کی مراد ظہور تام ہے۔ اور وہ ظہور مطلق پر سبقت کے منافی نہیں۔ مطلق ظہور گسستن پر مقدم ہے۔ اور ظہور تام اس سے مؤخر ہے۔ اس تحقیق کے مطابق یہ نزاع فطنی بن جاتی ہے۔ لیکن پہلے گروہ کی نظر بند ہے۔ کیونکہ وہ قلیل کا اعتبار نہیں کرتے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ اس ترجیح کے مطابق تقدم زمانی بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ خوب سمجھ لو واللہ سبحانہ الملہم ملصواب۔ بہر حال گسستن اور پیوستن کا منظر بننا چاہیے۔ کیونکہ مرتبہ ولایت ان دو مرتبوں کی ساتھ وابستہ ہے۔ اور ان دونوں کے حصول کے بغیر خادوار درخت پر ہاتھ پھیرنے کی بات ہے۔ پہلا مرتبہ سیرالی اللہ کے ساتھ مربوط ہے۔ اور مرتبہ ثانی سیر فی اللہ سے۔ اور ان دونوں کے جمع ہونے سے بندہ مرتبہ ولایت اور کمال تک پہنچتا ہے۔ اپنے درجات کے مطابق۔ اور دوسری دوسیر تکمیل حاصل کرنے اور درجہ دعوت تک پہنچنے کے لئے ہیں۔

ہانگ دو کر دم اگر در وہ کس است
میں نے دور دعا آواز کر دی ہے۔ گاؤں میں اگر کوئی
جو گا سس لے گا۔

مکتوب نمبر ۱۲۸

موصدق کا بی کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ سیرالی کا اظہار کرنے والا خالی ہوتا ہے۔ اور مشائخ کرام کی روحانیت اور ان کی اعداد سے مغرور نہیں ہوں۔ کیونکہ مشائخ کی صورتیں درحقیقت شیخ مقدمہ کے لطائف ہیں۔ آپ کے دو مکتوب پے درپے موصول ہوئے۔ اول میں حصول اور سیرالی کا اظہار تھا۔ اور دوسرا تشکی اور بے حاصلگی کی خبر دے رہا تھا۔ الحمد للہ سبحانہ کا اعتبار آخری بات کا ہوتا ہے۔ سیرالی کا اظہار کرنے والا

غالی ہوتا ہے۔ اور جو شخص اپنے آپ کو بے حاصل اور غالی تصور کرتا ہے وہ واسل ہوتا ہے۔
 تمہیں بار بار کہا گیا ہے کہ مشائخ کی روحانیت اور ان کی امداد پر مغرور نہ ہوں۔ کیونکہ مشائخ کی وہ صورتیں
 فی الحقیقت شیخ مقتدا کے لحاظ سے ہیں۔ جو مشائخ کی صورتوں میں نمودار ہوئے ہیں۔ قید توجہ کا ایک ہونا شرط ہے۔
 توجہ کو پر لگندہ کرنا عیاذ باللہ سہما نہ خالص اور نقصان کا موجب ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تمہیں بار بار اور تاکید سے کہا گیا ہے۔ کہ کام کاج کے سلسلے کو مختصر کریں۔ تاکہ مختصر و اصل جلد
 انجام کو پہنچے۔ ضروری کام چھوڑ کر بے فائدہ کام میں مصروف ہونا عقل و دماغ اندیش کے نزدیک بہت نامناسب بات ہے
 لیکن آپ تو اپنی رائے پر استغفار رکھتے ہیں۔ دوسرے کی بات تم پر کم اثر کرتی ہے۔ اس روش کے نتیجے کے آپ خود
 ذمہ دار ہیں۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ رسول کے ذمے صرف تبلیغ ہے۔

مکتوب نمبر ۱۴۹

یہ مکتوب بھی مکالمات کا بلی کی طرف صادر فرمایا :

اس بیان میں کہ اگرچہ مسبب الاسباب رب تعالیٰ نے اشیاء کو اسباب پر مرتب فرمایا ہے۔ لیکن
 یہ کیا ضروری ہے کہ نظر کسی معین مسبب پر ہی لگائی جائے۔

اخوی مولانا محمد صادق صاحب آدمی ہے۔ کہ اس نے اپنے آپ کو مکمل طور پر اسباب کے سہارے پر ڈال رکھا
 ہے۔ اگرچہ مسبب الاسباب رب تعالیٰ و تقدس نے اشیاء کو اسباب پر مرتب فرمایا ہے۔ لیکن اس کی کیا ضرورت کہ
 نظر معین مسبب پر ہی جمالی جائے۔ مصرع

گر در سے بستہ شد ایمل در گنجش ایند

لے دل اگر ایک دروازہ بند ہو گیا تو دوسرے کو کھول دینگے

اس قسم کی کوتاہ نظری اہل اللہ کے ساتھ بہت ہی بے تعلقی ظاہر کرتی ہے۔ آپ جیسے لوگوں سے ایسا ہونا بہت
 ہی بُرا ہے۔ ایک گھڑی کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈالنا چاہیے اور اس طور طریقے کی بُرائی کا تصور کرنا چاہیے۔
 فقراء کے لباس میں ہر کو اپنا سب کچھ لکینی اور خدا تعالیٰ کی دشمنی و دنیا جمع کرنے میں لگا دینا بہت ہی بُرا ہے۔ نہایت
 تعجب ہے کہ یہ بُرائی آپ کی نظر میں کس قدر اچھی اور خوشام معلوم ہوتی ہے۔ دنیوی ضروریات کے حاصل کرنے میں
 بقدر ضرورت ہی کوشش کرنی چاہیے۔ اپنی ساری ہمت اسی میں صرف کر دینا اور عمر عزیز کو اسی کے لئے گزارنا محض
 حماقت ہے۔ فرصت بڑی غفیمت ہے۔ ہزار افسوس اگر کوئی شخص اس سے بے فائدہ کاموں میں صرف کرے۔ بتانا
 شرط ہے۔ مَا عَلَى الرَّسُولِ إِلَّا الْبَلَاغُ۔ رسول کے ذمے صرف تبلیغ ہے۔

لوگوں کی باتوں سے دل تنگ نہ ہوں۔ جو باتیں آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں وہ اگر آپ میں نہیں تو غم کی کوئی ضرورت نہیں۔ یہ کتنی اچھی بات ہے کہ لوگ ایک شخص کو برا خیال کریں۔ اور وہ فی الحقیقت نیک ہو۔ ہاں اگر اس کا اٹھ ہو تو وہ ضرور خطرے کا مقام ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۵۰

اس بیان میں کہ مطلوب و مقصود قرار دینے کے لائق صرف واجب الوجود تعالیٰ و تقدس کی ذات

ہے۔ خواجہ قاسم کی طرف صادر فرمایا:

برادر م خواجہ محمد قاسم کا التفات نامہ موصول ہو کر موجب فرحت ہوا۔ دنیوی حالات کی پراگندگی اور ظاہری احوال کے انتشار سے دل تنگ نہ ہوں۔ وہ اس لائق نہیں کہ انسان ان پر دل تنگ ہو۔ کیونکہ یہ جہاں فنا کے مقام میں ہے۔ حق تعالیٰ کے پسندیدہ کاموں میں اپنی زندگی بسر کرنی چاہیے۔ اس کے ضمن میں تنگی پیش آئے یا آسانی۔ مطلوبیت کے لائق صرف واجب الوجود جل شانہ کی ذات ہے۔ خاص کر آپ جیسے عزیز دوستوں کے لئے۔ اس کے باوجود اگر کسی طرح کی خدمت یا کام کے متعلق اشارہ فرمائیں گے تو بندہ اسے احسان جانتے ہوئے اس کی انجام دہی کی پوری کوشش کرے گا۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۵۱

میر مومن عینی کی طرف صادر فرمایا:

طریقہ خواجگان نقشبندیہ قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی فضیلت و بزرگی۔ اور یادداشت کے معنی

کے بیان میں جو ان بزرگوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ مصرع

از ہر چہ میر و سخن دوست خوشتر است دوست کی بات جس طرف سے بھی کان میں پڑے بہت اچھی ہے۔

”یادداشت“ حضرات خواجگان قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے طریقہ میں حضور بے غیبت سے عبارت ہے یعنی شیعی اور اعتباراتی صحابات کے۔ بیان میں حامل ہوئے بغیر حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے دائمی حضور کو یادداشت کہتے ہیں۔ اور اگر کبھی حضور ہوا و کبھی غیبت یعنی کسی وقت صحابات پوری طرح اٹھ جائیں اور کبھی درمیان میں حامل ہو جائیں جس طرح تجلی ذاتی برقی میں ہوتا ہے۔ کہ بجلی کی طرح حضرت ذات تعالیٰ و تقدس کے آگے سے ہٹ جاتے ہیں

اور پھر جلد ہی وہ ذات پر وہ شیون و اعتبارات میں روپوش ہو جاتی ہے۔ تو اس طرح کے وقتی اور عارضی حضور کا ان اکابر کے ہاں کوئی اعتبار نہیں۔

پس بے غیبت حضور کا حاصل یہ ہے کہ تحقیق ذاتی برقی جو حضرت ذات کے بے واسطہ شیون و اعتبارات کے ظہور سے عبارت ہے۔ اور جو اس راہ کی نہایت میں جا کر میسر آتی ہے۔ اور فنا سے اکمل کو اس مقام میں جا کر ثابت کرتے ہیں دائمی ہو جائے اور حجابات ہرگز رجوع نہ کریں۔ اور اگر حجابات پھر رجوع کر آئیں تو حضور غیبت سے تبدیل ہو جائے گا۔ اور اسے ان خواجگان قدس سرہم کی اصطلاح میں یادداشت نہیں کہیں گے۔ تو ثابت ہو گیا کہ ان اکابر کا حضور اتم اور اکمل ہے اور فنا کی اکیلیت اور بقا کی اتمیت شہود کی اتمیت اور اکیلیت کے اندازہ کے مطابق ہے۔

قیاس کن ز گستان من بہار مرا میرے باغ کی رعنائی سے میری بہار کا اندازہ کر لو

مکتوب نمبر ۱۵۲

سیادت و بزرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ رسول کی اطاعت عین خدا کے سمانہ کی اطاعت ہے۔ اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی جیسے۔ اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حق سبحانہ و تعالیٰ نے رسول کی اطاعت کو عین اپنی اطاعت قرار دیا۔ تو اللہ عز و جل کی وہ اطاعت جو اطاعت رسول کی شکل میں نہیں اللہ سبحانہ کی اطاعت نہیں۔ اس مضمون کی تاکید و تحقیق کے لئے قدناکیدہ لایا گیا تاکہ کوئی نادان و احمق ان دو اطاعتوں کے درمیان فرق نہ کرے۔ اور ایک کو دوسری جگہ اختیار نہ کرے۔ دوسرے مقام پر حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ اس سماعت کی شکایت کرتا ہے۔ جو اللہ اور رسول کی اطاعت میں فرق کرتے ہیں۔ چنانچہ فرمایا:

لے سورۃ نساء پارہ و المصنعات

يُرِيدُونَ اَنْ يُفَرِّقُوا بَيْنَ اللَّهِ وَ
رَسُولِهِ وَيَقُولُونَ قُلُوبُنَا بَعْضُ
لَكُمْو بَعْضُ دُرِّيْدُونَ اَنْ يَخْجِذُوا
بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا اُولٰٓئِكَ هُم
الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا۔

یعنی کفار چاہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسولوں کے
درمیان فرق کریں۔ اور کہتے ہیں کہ ہم بعض پر ایمان
لاہیں گے اور بعض سے کفر کریں گے۔ اور یہ لوگ
چاہتے ہیں کہ اس سے درمیان راستہ اختیار کریں۔
یہی لوگ کچھ کافر ہیں۔

ہاں بعض مشائخ کبار قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم نے سکر وقت اور غلبہ حال کے باعث ایسی باتیں کہی ہیں جن سے
ان واطاعتوں میں فرق کا اظہار ہوتا ہے۔ اور ایک کے مقابلے میں دوسرے کی محبت کی پسندیدگی مترشح ہوتی ہے۔
منقول ہے کہ سلطان محمود غزنوی اپنی بادشاہت کے ایام میں خرقان کے قریب فروکش تھا۔ اُس نے وہاں
سے اپنے وکلاء کو شیخ ابوالحسن خرقانی کی خدمت میں بھیجا۔ اور اتنا س کی کہ حضرت شیخ بادشاہ کی ملاقات کے لئے
تشریف لائیں۔ اور اپنے وکلاء سے کہہ دیا کہ اگر شیخ کی طرف سے آنے میں توقف محسوس کریں تو آپہ کریمہ
اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و
اُولٰٓئِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ۔

اللہ کی اطاعت بھلاؤ اور اس کے رسول اور
اپنے مکرانوں کی اطاعت بھی کرو۔

پڑھیں۔ جب وکلاء نے شیخ کی طرف سے ملاقات کے لئے جانے میں توقف محسوس کیا تو مذکورہ آیت کریمہ کی تلاوت
کی۔ شیخ نے جواب میں فرمایا میں اطیعوا اللہ میں اس قدر گرفتار ہوں کہ اطیعوا الرسول کی اطاعت سے
شرمندہ ہوں۔ اولی الامر کی اطاعت کی کو کوئی ضرورت ہی نہیں۔

حضرت شیخ نے حق سبحانہ کی اطاعت کو رسول کی اطاعت کا غیر تصور کیا۔ یہ بات استقامت سے دُور ہے
مستقیم الاسوال مشائخ اس طرح نگاہات بانی پر نہیں لاتے اور شریعت، طریقت اور حقیقت کے تمام مراتب میں حق
تعالیٰ کی اطاعت اُس کے رسول کی اطاعت میں جانتے ہیں۔ حق تعالیٰ کی اطاعت اس کے رسول پاک علیہ الصلوٰۃ

لے سورہ نساء پارہ لایجب اللہ۔

لے آپ کا نام مبارک علی بن جعفر ہے۔ آپ یکم روزگار اور عزت و وقت اور مربع خلافت تھے۔ لوگ آپ کے زمانے
میں آپ ہی کی خدمت میں جاتے تھے۔ قصوف میں آپ سلطان العارفین شیخ ابو یزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے
فیض یافتہ ہیں۔ سلوک میں آپ کی تربیت حضرت بائزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی رومانیت سے ہوئی۔ آپ
حضرت بائزید بسطامی کی وفات کے بہت عرصہ بعد پیدا ہوئے۔ شش ماہ بعد از مکمل عاشوراکے روز وفات پائی۔ غنوی شریف کے
دفتر بہار میں مولانا نوم رحمۃ اللہ علیہ نے بائزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی حضرت ابوالحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت

واسلام کی صورت میں نہیں۔ اسے عین مگر ایسی قرار دیتے ہیں۔

یہ فرقہ بھی منقول ہے کہ شیخ مہندہ شیخ ابوسعید ابوالخیر ایک مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اور سادات خراسان میں سے ایک بہت بڑے سید بزرگ بھی آپ کی مجلس میں تشریف فرما تھے۔ اتفاقاً اس دوران ایک مغلوب الحال مجذوب نمودار ہوا۔ حضرت شیخؒ نے اس بڑے سید بزرگ پر اس کو ترجیح دی۔ سید صاحب کو یہ بات اچھی نہ لگی۔ شیخؒ نے سید صاحب سے فرمایا آپ کی تعظیم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی وجہ سے ہے۔ اور اس مجذوب کی تعظیم رب تعالیٰ کی محبت کی بنا پر ہے۔ اس قسم کی تفرقہ آمیز باتوں کو مستقیم الاسوال اکابر جانتے نہیں رکھتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر اللہ تعالیٰ کی محبت کا غلبہ مگر حال کی بنا پر قرار دیتے ہیں۔ اور اسے ایک فتنوں بات سے زیادہ کچھ حیثیت نہیں دیتے۔ ہاں اس قدر ضرور ہے کہ مقام کمال میں جو مرتبہ ولایت ہے۔ حق سبحانہ کی محبت غالب ہوتی ہے۔ اور مقام تکمیل میں جو مقام نبوت کا ایک حصہ ہے رسول کی محبت کا غلبہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اطاعت رسول پر جو عین اللہ سبحانہ کی اطاعت ہے۔ قائم و ثابت رکھے۔

مکتوب نمبر ۵۳

میان شیخ منزل کی طرف صادر فرمایا :

غیر حق کی غلامی سے مکمل خلاصی کے بیان میں جو فنا مطلق سے وابستہ ہے۔

آپ کا ارسال کردہ مکتوب موصول ہوا۔ الحمد للہ ذی الانعام والمنة اللہ صاحب انعام کی حمد اور اس کا احسان ہے کہ کمالیوں کو غلب میں بے قرار اور بے آرام رکھتا ہے۔ اور اس بے آرامی میں غیر کے ساتھ آدم پکڑنے سے نجات عطا کرتا ہے۔ لیکن غیر کی غلامی سے مکمل نجات اور خلاصی اس وقت میسر آتی ہے۔ جب بندہ فنا مطلق سے مشرف ہوتا ہے۔ اور ماسوائے حق کے نقوش آمیزہ دل سے مٹا دیتا ہے۔ اور اس کا علی اور حسی تعلق کسے شے سے باقی نہیں رہتا۔ اور حق سبحانہ و تعالیٰ کے سوا کوئی شے اس کا مقصد اور مراد نہیں رہتی۔ یہ مقام حال ہونے کے بغیر غیر حق کی غلامی سے مکمل نجات کا خیال خوار و درخت پر ہاتھ پھیرنے والی بات ہے۔ اگرچہ اسے بے تعلقی کا گمان ہوتا ہے۔ لیکن

گمان حق کی جگہ کچھ نفع نہیں دے سکتا

(إِنَّ الظَّنَّ لَا يَغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا)

بقیہ صفحہ ۵۳ اور کمالات کے متعلق پیش گوئی کا قصہ بڑے پر کیفیت انداز میں بیان کیا ہے۔

مصراع : اس کا ردِ دولت است کنوں تا کرار رسید۔ یہ دولت و سعادت کا کام دیکھتے اب کسے عطا ہوتا ہے احوال اور مقامات میں چھٹا ہوا انسان بھی درحقیقت غیر حق تعالیٰ میں گرفتار ہے۔ دوسری چیزوں میں گرفتاری کا کیا کہنا ہے

بہرچہ از دوست دامانی چہ کفر آں حرف و حسیہ ایمان

بہرچہ از راہ دورافتی چہ زشت آں نقش و حسیہ زریبا

جس چیز کے باعث تم دوست سے دور ہو جاؤ کیا حرف کفر ہو کیا ایمان اس سے دور بھاگو اور جس کام میں الجھ کر تم راستے سے دور ہو جاؤ وہ بُری شے ہو یا اچھی اس کے بھی قریب نہ جاؤ۔

تمہارے سفر نے طوالت اختیار کر لی فرصت ضیعت ہے۔ دوست اگر رخصت کے اہل ہیں تو ان سے رخصت اور اجازت لینے میں کیا رکاوٹ ہے۔ اور اگر رخصت کے اہل ہی نہیں تو ان سے رخصت لینے کی کیا ضرورت ہے حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضامندی کا خیال کرنا چاہیے۔ مخلوق راضی ہو یا نہ ہو۔ لوگوں کی ناراضگی کا کیا اعتبار ہے۔ حق طفیل دوست باشد ہرچہ باشد۔ جو کچھ ہے سب دوست کے طفیل ہے۔ مقصود صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہی قرار دینا چاہیے۔ اس مقصود کے ساتھ کچھ اور بھی حاصل ہو جائے تو ہو جائے۔ ورنہ اگر حاصل نہ ہو تو نہ ہو۔ حق رخسارِ من اینجا و تو در گُلِ نگری۔ میرا رخسار تیرے سامنے ہے مگر افسوس تو اسے نہیں دیکھتا بلکہ تیری نگاہ پھول کی طرف ہے۔ و السلام۔

مکتوب نمبر ۱۵۲

یہ مکتوب بھی میاں منزل کی طرف صادر فرمایا۔

اس بیان میں کہ اپنے آپ سے گزر جانا چاہیے۔ اور اپنے اندر جانا چاہیے۔

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے ساتھ رکھے۔ اور ایک لحظہ کے لئے بھی غیر کے حوالے نہ کرے۔

اَللّٰهُمَّ لَا تُكَلِّمْنَا اِلَّا اَنْفُسَنَا طَرَفَةً۔ اے اللہ ہم کو ایک لمحہ کے لئے بھی ہمارے نفسوں

عَنِیْ فَتَغْطِبَ وَلَا اَقْلَ مِنْهَا فَتَضِیْعَ۔ کے حوالے نہ کرنا کہ ہم ہلاک نہ ہوں اور نہ اس

سے کم وقت کے لئے بھی تاکہ ہم ضائع نہ ہوں۔

جو بلا اور مصیبت بھی آتی ہے وہ اپنے ساتھ گرفتاری کے باعث آتی ہے۔ جب انسان اپنے آپ سے

نجات پا گیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ کے غیر کے ساتھ گرفتاری سے بھی نجات پا گیا۔ کوئی اگر مبت پرستی کر رہا ہے تو

فی الحقیقت وہ اپنی ہی پریش کر رہا ہے۔ جیسا کہ قرآن حکیم میں وارد ہے۔

اَفَرَأَيْتَ مِمَّنْ اَتَّخَذَ اللّٰهُ هَوًى

کیا تو نے اسے دیکھا ہے جس نے اپنی خواہش کو

اپنا خدا بنایا ہو ہے۔

مصراع: از خود چو گذشتی بہ عیش است و خوشی۔ جب تو اپنے آپ سے گزر گیا رچھوٹ گیا، تو پھر سب عیش اور خوشی ہی خوشی ہے۔

دَعْنُفْسِكَ وَتَعَالٰ

جس طرح اپنے آپ سے گزرنا ضروری ہے۔ اپنے اندر رہنا اور سفر کرنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ مقصود

کی یافت یہیں ہے۔ اپنے سے باہر مقصود کی یافت نہیں ہے۔

باقور زیرِ گلیم است ہر چہ ہست

ہر کچھ ہے تیری گود رُسی کے نیچے ہی ہے

سیر آفاقی میں دُوری ہی دُوری ہے۔ اور سیر انفسی میں قرب ہی قرب ہے۔ اگر شہوہ ہے اپنے آپ میں

اگر معرفت ہے وہ بھی اپنے اندر ہی ہے۔ اگر حیرت ہے وہ بھی اپنے میں ہی ہے۔ اپنے سے باہر قدم رکھنے کی جگہ

نہیں۔ بات کہ صریح ملے گی۔ کوئی بے عقل یہاں سے ملول اور اتحاد نہ سمجھنا شروع کر دے۔ اور اگر اہی کے بھنور

میں گر پڑے۔ خطہ این با حصول کفر بعد اتحاد ہم۔ یعنی یہاں ملول و اتحاد کا اعتقاد کفر ہے۔ اس مقام تک پہنچنے

سے قبل اس میں خود کو فکر کا متوجع ہے۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں اور تمہیں سنت کے پسندیدہ طریقے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التحیہ پر استقامت

عطا کرے۔ اپنے حالات بھی لکھا کریں۔ کیونکہ اصلاح اور توجہ میں اس کا بڑا دخل ہے۔ ظاہری روکاؤں سے

آزاد رہیں۔ اور ان روکاؤں کے ہونے اور نہ ہونے کو برابر خیال کریں۔ والسلام والا کرام

مکتوب نمبر ۵۵

اپنے اصل مقصد کی طرف رجوع کرنے کے بارے میں یہ مکتوب بھی میاں شیخ منزل کی طرف صادر فرمایا:

حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے ساتھ رکھے۔

بعد از خدای ہرچہ پرستند ہیچ نیست
بیدولت است آنگہ ہیچ اختیار کرد
خدا تعالیٰ کو چھڑ کر جس کو بھی پڑھیں وہ ہیچ سے بھی کم ہے۔ وہ بے نصیب ہے، جو ہیچ امداد فی شے کو اختیار کرتا ہے
ماہ جمادی الاول کے شروع میں جمعہ کے روز بندہ دہلی شہر کی زیارت سے مشرف ہوا۔ محمد صادق بھی ساتھ
ہے۔ اگر خدا تعالیٰ کا ارادہ موافق ہوتا تو چند روز بندہ یہاں گزار کر جلد ہی وطن اصلی کو روانہ ہو جائے گا۔
حُبِّ الْوَطَنِ مِنَ الْإِيمَانِ - وطن کی محبت ایمان میں داخل ہے۔

صحیح حدیث ہے۔ بندہ بے پارہ کہاں جا سکتا ہے۔ اس کی پیشانی تو قادرِ مطلق کے قبضہ میں ہے۔
مَا مِنْ دَابَّةٍ إِلَّا هُوَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا
کوئی چلنے والی شے نہیں مگر اس کی پیشانی اللہ کے
ہاتھ میں ہے۔

اِنَّ رَبِّيْ عَلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِيْمٍ - بیشک میرا رب سیدھی راہ پر ہے۔
بھاگ کر کدھر جائیں۔ مگر یہ کہ فضلہ والی اللہ (اللہ کی طرف نظر دو) کہتے ہوئے اس کی ذات میں اسی کی
طرف دوڑیں۔ بہر حال اصل کو اصل جانتے ہوئے فرح کو اس کا طفیل قرار دے کر اصل کی طرف توجہ کرنا چاہیے۔
ہرچہ جزو عشق خدائے احسن است - اگر شکر خوردن بود جان کنندن است
خدائے احسن کے عشق کے سوا جو کچھ بھی ہے۔ اگر شکر ہی کھانا کیوں نہ ہو دراصل جان کو ہلاک ہی کرنا ہے۔

مکتوب نمبر ۱۵۶

ابن اللہ کی محبت کی ترغیب میں یہ مکتوب بھی میاں منزل کو لکھا:
جو خط آپ نے جانندہ کے قاضی زادہ کے ہاتھ روانہ کیا تھا، دہلی میں موصول ہو گیا۔ الحمد للہ والمنة
اللہ تعالیٰ کی حمد و اس کا احسان ہے کہ فتراہ کی محبت کا نقد سرمایہ آپ کے ہاتھ موجود ہے۔ اور مطابق بیانِ حدیث
الْمَرْءُ مَعَ مَنْ أَحَبَّ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوتا ہے۔
آپ بھی فتراہ کے ساتھ ہیں۔ اگرچہ وقت اور زمانے کے لحاظ سے ماہ و حسب نزدیک ہے۔ لیکن حقیقت
میں بہت دور ہے۔

فراق و دوست اگر اندک است اندک نیست
دردِ دل دیدہ اگر نیمِ مژ است بسیار است
دوست کی جدائی اگر تھوڑے سے وقت کیلئے بھی ہو تو وہ تھوڑی نہیں۔ آنکھ میں اگر آدھا بال بھی پڑ جائے تو بہت ہے۔

چونکہ ارباب حقوق کے حقوق کی رعایت کی بنا پر آپ نے وہاں اقامت اختیار کی ہوئی ہے۔ تو ایسا ہی کریں۔ فقیر بھی ماہ رجب تک شاید یہیں رہے۔ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب والیہ الرجوع والیآب بہر حال چند روزہ زندگی کو فترۃ کے ساتھ گزاریں۔

وَأَصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدْوَةِ وَالْعَشيِّ يَوْمَئِذٍ
یعنی اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ روک کر رکھو جو صبح و شام اپنے رب کی عبادت میں مصروف ہیں۔ صرف اسی کی ذات کے طالب بن کر۔

نفس قوی ہے کہ حق سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ من الصلوٰت اتہام من التسلیمات امینہا کو اس بات کا حکم دیا۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ خداوند اوہ کیا ہے جو تو نے اپنے دوستوں کو عطا کیا ہے۔ کہ جس نے انہیں شامت کر لیا تجھے پایا۔ اور جب تک تجھے نہ پایا ان کی شامت بھی نہ کر سکا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں اس بلند مرتبہ اور شریف گروہ کی محبت عطا فرمائے۔

مکتوب نمبر ۱۵۷

حکیم عبد الوہاب کی طرف صادر فرمایا :

اس بیان میں کہ جب کوئی درویشوں کی خدمت میں جائے تو چاہیے کہ اپنے آپ کو خالی کر کے جائے تاکہ پُر ہو سکے واپس آئے۔ اور اس امر کے بیان میں کہ سب سے پہلے عقائد درست کرنے چاہئیں۔ آپ درود فقیر تشریف لائے۔ لیکن جلدی ہی اٹھ کر چلے آئے۔ اتنی فرصت نہ مل سکی کہ محبت کے کچھ حقوق ادا کئے جاتے۔ ملاقات سے مقصود یا افادہ رفاۃ پہنچانا، جو تاہے یا استغفارہ رفاۃ حاصل کرنا، اور جب مجلس ان دونوں باتوں سے خالی ہو تو بے کار اور بے اعتبار ہے۔

اس گروہ اہل اللہ کی خدمت میں خالی ہو کر آنا چاہیے۔ تاکہ پُر ہو کر واپس لوٹے۔ اور اپنے افلاس اور محتاجی کا اظہار کرنا چاہیے۔ تاکہ وہ اس پر شفقت اور مہربانی فرمائیں۔ اور فیض پہنچانے کا راستہ کھلے۔ سیر ہو کر آنا اور سیر ہو کر ہی چلے جانا بے مزہ ہے۔ اپنے پُر ہونے کا خیال مرض کے باعث ہے۔ اور بے نیازی سرکشی میں ڈال دیتی ہے۔ حضرت خواجہ نقشبند قدس اللہ تعالیٰ سرور فرماتے ہیں۔ پہلے نیاز مندی اور خستہ ولی درکار ہے پھر دل شکستہ

کی طرف توجہ منہ دل ہوتی ہے۔ لہذا بندگان حق کی توجہ کے لئے نیاز مندی شرط ہے۔ تاہم ان اوقات میں جب ایک طالب علم یہاں آیا اور آپ کی خدمت میں سفارش کی طلب کا اظہار کیا۔ تو دل میں آیا کہ آپ کے صرف تشریف لانے کا بھی حق ہے۔ لہذا اپنی طرف سے ممکن حد تک حق ادا کرنا چاہیے۔ اس بنا پر بذریعہ قلم گذشتہ کے تدارک اور تلافی کے طور پر چند کلمات وقت اور مال کے تقاضا کے مطابق لکھ کر آپ کی خدمت میں ارسال کئے گئے ہیں۔ واللہ الملہم للصواب والموفق للسداد۔

لئے سعادت کے نشان والے جو کچھ ہم اور تم پر لازم و ضروری ہے وہ علامہ حق شکر اللہ تعالیٰ سعید ہم کے طریقہ کے مطابق کتاب و سنت کے تقاضے کے موافق عقائد کی تصحیح ہے۔ اور اپنے آپ کو ان عقائد پر قائم رکھنا ہے۔ جو علمائے اہل سنت نے قرآن و سنت سے اخذ کئے ہیں۔ کیونکہ ہمارا اور تمہارا قرآن و سنت کے کسی معنی کو سمجھنا کچھ اعتبار نہیں رکھتا۔ اگر ان بزرگوں کی آراء کے مطابق نہیں۔ کیونکہ ہر بدعتی اور گمراہ اپنے احکام باطلہ کو قرآن و سنت سے ہی سمجھنے کا دعوٰی دے رہے۔ اور یہیں سے اخذ کرتا ہے۔ حالانکہ ان کا گمان حق کے مقام پر کچھ نفع نہیں دیکھتا۔

۱۔ حضرت امام ربانی رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ کو دفتر اقل مکتوب ۱۹۳ء میں زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ مکتوب ۱۹۳ء کی عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نختہ چہ ضروریات بر ارباب تکلیف تصحیح عقائد است بر وفق آراء علماء اہل سنت و جماعت شکر اللہ تعالیٰ سعید ہم کہ نہایت اخروی و اہل بیت تابع آراء صواب فائز این بزرگواران است و فرقہ ناجیہ ہم ایشانند و ایشانند کہ بر طریق سرور اصحاب سرورائد صلوات اللہ و تسلیات علیہم و علیہم اجمعین۔

ترجمہ: ہر عاقل و بالغ پر سب سے پہلے یہ ضروری ہے کہ اپنے عقیدے علماء اہل سنت و جماعت کے بیان کردہ عقائد کے مطابق و موافق کرے۔ را اللہ تعالیٰ ان کی کوششوں کو قبول فرمائے، کیونکہ آخرت میں نجات الہی بزرگوں کے بیان کردہ عقائد کی پیروی میں مضمر ہے۔ اس روز نجات صرف ان بزرگوں کے پیروکاروں کو نصیب ہوگی۔ اور صرف اہل سنت و جماعت ہی وہ گروہ ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقہ مستقیم پر قائم ہے۔

واز علومیکہ از کتاب و سنت مستفاد اند ہاں معتبر اند کہ ای بزرگواران از کتاب و سنت اخذ کردہ اند و فہمیدہ، زیرا کہ بر مبتدع و ضال عقائد فاسدہ خود را از کتاب و سنت اخذ میکنند پس ہر معنی از معانی مذکور از یہی باعتبار نباشد۔

ترجمہ: اور قرآن و حدیث سے اخذ کردہ صرف وہی مطالب اور علوم اور عقائد قابل اعتبار و اعتماد ہیں۔ جو ان

دوسرے نمبر پر احکام شرعیہ حلال و حرام و فرض و واجب کا علم حاصل کرنا۔ نیز اس علم کے مطابق عمل کرنا۔ اور جو کچھ تصفیہ اور تزکیہ کا طریقہ اختیار کرنا، جو صوفیائے کرام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کے ساتھ مخصوص ہے، تو جب تک عقاید درست نہ کریں، احکام شرعیہ کا علم کچھ فائدہ نہیں دیتا۔ اور جب تک یہ دونوں (تصحیح عقائد اور احکام شرعیہ کا علم) حاصل نہ ہوں عمل نفع نہیں دیتا۔ اور جب تک یہ تینوں متحقق نہ ہوں، تزکیہ اور تصفیہ کا حصول محال ہے۔

جس طرح بنیٰ قرائن کو مکمل کرنے والی ہیں اسی طرح ان چار رکنوں کے اپنے متمات اور مکملات کے بعد جو کچھ ہے سب فصول ہے اور لایعنی میں داخل ہے۔

وَمِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَغْنِيهِ وَاشْتِفَالُهُ بِمَا يَغْنِيهِ۔
ہندے کے حُسنِ اسلام کی علامت یہ ہے کہ وہ لایعنی باتوں کو چھوڑ کر با مقصد باتوں میں مشغول ہو جائے۔

برائے شخص پر سلامتی کا نزول ہو جو ہدایت کا پیرکار اور متابعت مصطفیٰ علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰت والتسلیمات پر کار بند ہو۔

بقیہ ماشر صفحہ ۵۹، علمائے حق نے بیان کئے اور سمجھے ہیں۔ کیونکہ ہر عقیدہ اور گمراہ شخص بھی اپنے عقائد پر فاسدہ قرآن مجید اور حدیث نبوی سے ثابت کرتا ہے۔ لہذا ہر شخص کے بیان کردہ معنی لائق اعتبار نہیں ہو سکتے۔ صاحب تفسیر مدارک فرماتے ہیں:-

اس کا فائدہ ایک تو تاکید ہے۔ اور دوسرے اس بات کا اظہار ہے۔ کہ سیدھے راستے کی تفسیر مومنوں کا راستہ ہے۔ تاکہ یہ مسلمانوں کے راستے کے سیدھا ہونے کی کامل اور نوک طریقہ پر گواہی بن جائے۔ اور وہ مومنوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کا راستہ ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اَنْعَمْتَ عَلَیْہِم کی تفسیر کے تحت فرماتے ہیں:

یہ امر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ مرید کے مقامات ہدایت و کاشف تک پہنچنے کی سولے اس کے کوئی صورت نہیں کہ وہ ایسے شیخ مقتدر ہنما کی اقتداء کرے جو اسے سیدھے راستے پر چلائے۔ اور گمراہیوں اور غلطیوں کے مواقع سے بچائے۔ اور یہ اس بنا پر ضروری ہے کہ اکثر مخلوق پر نقص اور کوتاہی غالب ہے اور ان کے

مکتوب نمبر ۱۵۸

شیخ حمید شنگالی کی طرف صادر فرمایا :

استعدادوں میں فرق کے مطابق مراتب کمال میں فرق اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔
یہ بات ذہن میں رکھیں کہ استعدادوں میں تفاوت کے موافق مراتب کمال میں بھی فرق اور تفاوت ہوتا ہے۔
اور کمال میں تفاوت کبھی کمیت کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ اور کبھی کیفیت کے اعتبار سے اور کبھی بیک وقت دونوں
اعتبار سے۔ تو بعض کا کمال مثلاً تجلی صفائی سے ہوتا ہے۔ اور بعض کا تجلی ذاتی سے۔ اگرچہ ان دونوں تجلیوں اور
تجلیوں والوں کے درمیان بڑا فرق ہوتا ہے۔ تو بعض کا کمال قلب کی سلامتی اور رُوح کے نجات پانے میں ہے۔

دقیقہ ماشیہ صفحہ ۱۹۱ محفل و اذنان حتی تک پہنچنے اور صواب کو غلط سے تمیز کرنے میں پورے نہیں اترتے۔

مختصر یہ کہ عقائد کی صحت و درستی اعمال کے لئے شرط لازم ہے۔ عقیدہ بنیاد اور اساس ہے۔ اور اعمال اسکی
فرع اور شاخیں ہیں۔ عقیدہ ٹھیک نہ ہو تو اعمال حسنہ چاہے کتنے ہی زیادہ اور کیسے ہی اخلاص کے ساتھ ادا کئے
جائیں نہ ان کی قبولیت ہے اور نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ اور نہ ان کا ثواب ملتا ہے۔ یہودیوں کے درویش
اور عیسائیوں کے راہب چونکہ درستی عقیدہ سے محروم ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نسبت آپکے فناء مل و کمالات
چھپاتے۔ اور تحریف سے کام لیتے ہیں۔ لہذا دوسرے کفار و مشرکین کی طرح آتش دوزخ میں ہمیشہ جلتے رہیں گے۔

موجودہ دور کے فرقے بھی بیشمار اعتقادی گمراہیوں میں مبتلا ہیں۔ اور عام مسلمانوں کو بھی گمراہ کرنے میں مصروف
ہیں۔ چنانچہ ایک فرقہ حدیث نبوی کا منکر ہے۔ ایک ختم نبوت کا منکر ہے۔ ایک فرقہ نفع اور تقلید ائمہ دین کا
منکر ہے۔ اور تقلید و استہلاک و شرک و بدعت کہتا ہے۔ ایک اور گروہ صحابہ کرام کی شان و تعظیم کا منکر ہے۔ اور
معاذ اللہ کا برہمنیہ اور غلامیہ راہنہ کو بڑا بھلا کہتا ہے۔ اور انہیں بیدین و منافق قرار دیتا ہے۔ ایک گروہ
یزید علیہ علیہ کی مدح و ثنا میں طرب اللسان ہے۔ اہل بیت رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی توہین و بے ادبی میں خوشی
محسوس کرتا ہے۔ اور ایک فرقہ وہ ہے جو بزرگان دین کے تصرفات ان سے مدد و استعانت ان کے وسیلے کا منکر
ہے۔ وغیرہ ذالک۔ پھر ہر ایک اپنی صداقت اور حقانیت کے لئے قرآن و حدیث سے دلائل پیش کرتا ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ حق و نجات کے راستے پر صرف اہل سنت و جماعت قائم ہیں۔ جیسا کہ حضرت امام ربانی رحمۃ اللہ
علیہ نے تصریح فرمائی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اور بعض کمال ان دونوں کے ساتھ ساتھ شہودِ مری کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اور ایک تیسرا گروہ ہے جس کا کمال ان تینوں کے علاوہ لطیفہ خفی کی طرف منسوب حیرت ہوتا ہے۔ اور ایک چوتھے شخص کا کمال ان چار چیزوں کے ساتھ اور لطیفہ اخفی کی طرف منسوب اتصال سے ہوتا ہے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے عطا کرے اور اللہ فضلِ عظیم والا ہے۔ ان مراتبِ مذکورہ میں سے کسی مرتبے میں کمال کے بعد یا تو مخلوق کی طرف پچھے پاؤں رجوع واقع ہوتا ہے۔ یا اسی مقام میں قرار اور قیام ہو جاتا ہے۔ اول مقام تکمیل و ارشاد اور دعوت کے لئے حق سے خلق کی طرف رجوع ہے۔ دوسرا استہوک و عزالت اور گوشہ نشینی کا مقام ہے۔ والسلام اولاً و آخراً۔

مکتوبِ منسب ۱۵۹

نشرت الدین حسین کی طرف صادر فرمایا۔ ماقم پرسی میں۔

اگرچہ آلام و مصائب بظاہر تلخ ہیں۔ اور جسم کو تکلیف پہنچانے والے ہیں۔ لیکن باطن میں شیریں اور رُوح کو لذت عطا کرتے ہیں۔ کیونکہ جسم اور رُوح آپس میں گویا فیض ہیں۔ ایک کا رنج دوسرے کے لئے لذت کا باعث ہے۔ وہ پست فطرت جو ان دو متضاد چیزوں کے لوازمات میں تمیز نہیں کر سکتا بحث سے خارج ہے۔ اور گفتگو کے قابل ہی نہیں۔ اولاً لذت کا لانعام بل ہم اصل۔ یہ لوگ چوبائوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے ہد تر ہیں۔

اگر از خوشی تن پر نیست جنبی چہ خبر وارد از چنان و چنین

پیش میں موجود بچہ جب کہ اپنے آپ سے بھی آگاہ نہیں تو وہ ادھر ادھر کی کیا خبر رکھے گا۔

جس شخص کی رُوح تنزل کر کے مرتبہ جسم میں قرار پذیر ہو چکی ہے اور جس کا عالم امر عالم خلق کے تابع ہو چکا ہو وہ اس معمارِ کارِ ازل کیا پاسکتا ہے۔ جب تک رُوح اپنے مقامِ اصلی کی طرف واپس نہ لوٹے اور امرِ خلق سے جدا نہ ہو اس وقت تک معرفت کا جمال جلوہ گر نہیں ہو سکتا۔ اس دولت کا حصول اس موت کے ساتھ وابستہ ہے۔ جو موت حسی اور موری سے پہلے حاصل ہوتی ہے۔ اور شاخِ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرار ہم نے اس کو فنا سے تعبیر کیا ہے۔

ہے خاک شو خاک تا بروید گل کہ بجز خاک نیست منظر گل

خاک جو خاک تاکہ پھول آگ سکیں۔ کیونکہ خاک ہی پھولوں کی جائے نمود ہے۔

اور وہ شخص جو مرنے سے پہلے مر نہیں دراصل وہ مصیبت میں گرفتار ہے۔ اور وہ ماقم پرسی کے لائق ہے۔

آپ کے والد مرحوم کی رحلت کی خبر جو نیک نامی میں شہرت رکھتے تھے۔ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی خوب رعایت کرتے تھے مسلمانوں کے لئے موجب فخر اور باعث رنج بنی ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔
 دہم اللہ کے لئے ہیں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں اور فرزند مبرک کے شیوے کو اختیار کرتے ہوئے۔ فوت شدگان کا صدقہ اور دعا اور استغفار کے ذریعہ مدد و معاون بنارہے۔ کیونکہ مردوں کو زندوں کی مدد کی شدید محتاجی ہے۔ حدیث نبوی علیہ وآلہ الصلوٰۃ والتسلیمات میں آیا ہے۔

ما المیت الا لفریق المنعوث یتظر
 دعوة تلحق من اب و ام و اخ و
 صديق فاذا الحقة کان احب الیہ
 من الدنیا وما فیہا و ان اللہ لیدخل
 علی اهل القبور من دعاء اهل الارض
 امثال الجبال من الرحمة و ان ہدیۃ
 الاحیاء الی الاموات الاستغفار لہم۔
 میت کی مثال ڈوبنے والے اور زیادہ کے لئے پکارنے
 والے کی طرح ہے۔ میت ہر وقت دعا کا منتظر
 رہتا ہے۔ جو اسے باپ یا ماں یا بھائی یا دوست
 کی طرف سے پہنچتی ہے۔ جب اسے ان میں سے
 کسی کی طرف سے پہنچتی ہے تو وہ اسے دنیا و ما فیہا
 سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ
 زمین والوں کی دعا سے اہل قبور پر پہاڑوں کی مانند
 رحمت داخل کرتا ہے۔ اور بیشک زندوں کی طرف
 سے اموات کے لئے تحفہ اور ہدیہ انکے لئے استغفار
 ہے۔

باقی نصیحت کی بات یہ ہے کہ ہر وقت ذکر و فکر میں رہو۔ کیونکہ فرصت نہایت ہی تھوڑی ہے۔ اسے نہایت ہی
 ضروری کاموں میں صرف کرنا چاہیے۔ واسطہ۔

۱۰ مشکوٰۃ شریف باب الاستغفار

۱۱ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مردوں کو ثواب پہنچانا اور ایصالِ ثواب کے طور پر صدقہ و خیرات کرنا یا نذر بلکہ ضروری
 ہے۔ نماز جنازہ بھی ایصالِ ثواب ہے۔ حضرت سعد نے اپنی ماں کے ایصالِ ثواب کے لئے کنواں ہماری کیا حضرت
 عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کی وفات پر بطور ایصالِ ثواب بہت سے
 اونٹ ذبح کئے۔ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو عموماً ہر سال
 ایک بکری ذبح کر کے ایصالِ ثواب کرتے تھے۔ فقہائے کرام کا ایصالِ ثواب کے حوالہ پر اجماع ہے۔ شتم قرآن،
 گیارہویں، چہلم وغیرہ ایصالِ ثواب کی مختلف صورتیں ہیں جیسا کہ حاجی اعلا اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی

مکتوب نمبر ۱۶۰

یہ مکتوب آپ نے اپنے کترین ربنڈے غلام کی طرف صادر فرمایا۔ یعنی یار محمد الحجدیہ البششی الطالقانی کی طرف۔

اس بیان میں کہ مشائخ طریقت نین گروہ میں قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم۔ اور ان میں سے ہر ایک کے

حالات کی شرح۔ اور ان میں سے ہر ایک گروہ کے کمال اور نقصان کے بیان میں۔

مشائخ طریقت قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم تین گروہ ہیں۔ پہلا گروہ، اس امر کا قائل ہے کہ کائنات عالم حق سبحانہ

کی ایجاد سے خارج میں موجود ہے۔ اور جو کچھ اس میں اوصاف و کمالات ہیں سب حق سبحانہ کی ایجاد سے ہیں۔ اور اپنے آپ کو صرف شیخ اور مثال کے درجہ میں جانتے ہیں۔ بلکہ اس شخصیت کو بھی حق سبحانہ کے ہاتھ کا کرشمہ قرار دیتے ہیں۔

یہ حضرات نیستی کے سمندر میں اس طرح گم ہیں کہ نہ انہیں عالم کی خبر ہے اور نہ اپنی۔ برہنہ جسم آدمی کی طرح جس نے کسی

سے عاریت کے طور پر کپڑے پہنا ہوا اور وہ یہ یقین رکھتا ہے کہ یہ کپڑا عاریتہ میرے پاس ہے۔ اور کپڑے کی

عاریت کا تصور اس قدر اس پر غالب ہو کہ اسے پہنے ہوئے ہونے کے باوجود اس کے اصل مالک کے ہاتھ میں ہی تصور

کرے اور اپنے آپ کو برہنہ ہی محسوس کرے۔ اور اگر ایسے شخص کو بے شعوری اور سکر کی حالت سے نکال کر شعور اور

صحو کی طرف لائیں اور بقا۔ بعد الفنا سے مشرف کریں۔ تو وہ اگرچہ کپڑے کو اپنے بدن پر پہنا ہوا دیکھے گا۔ مگر اس کا

یقین یہی ہوگا کہ یہ میرا نہیں دوسرے کا ہے۔ کیونکہ وہ فناء و درجہ علم میں ہے۔ اور گرفتاری اور تعلق جو اس کپڑے

کے ساتھ تھا بالکل معدوم ہو جاتا ہے۔ بعینہ اسی طرح اس شخص کا حال ہے جو اپنے اوصاف و کمالات کو کسی سے

عاریتہ لئے ہوئے کپڑے کی طرح جانتا ہے۔ صرف اتنا جانتا ہے کہ درجہ وہم میں یہ کپڑا میرے پاس موجود ہے۔

خارج میں میرے پاس کوئی کپڑا انہیں بلکہ میں برہنہ ہوں۔ یہ دید اس حد تک غالب آتی ہے کہ وہ اس وہمی لباس

کو پورے طور پر اتار پھینکتا ہے۔ اور اپنے آپ کو برہنہ محسوس کرتا ہے۔ اس حالت سے افاتے اور صحو کے بعد

اس وہمی کپڑے کو اپنے ساتھ پاتا ہے۔ لیکن شخص اول کی فنا اتم ہے۔ اور اس پر مرتب ہونے والی بقا بھی اکمل

باقیہ حاشیہ صفحہ ۱ نے فرمایا ہے۔ ایصال ثواب کی ان مختلف صورتوں کا انکار دراصل ایصال ثواب کا انکار ہے۔ جو

گمراہ فرقے معتزلہ کا عقیدہ ہے۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ السامی نے مکتوبات میں اور بھی جا بجا اس مسئلے کے

جواز کی تصریح کی ہے۔ مترجم عفی عنہ۔

ہوگی۔ جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس کا ذکر آئے گا۔

اور یہ بزرگ گروہ ان تمام معتقدات کلامیہ میں جو کتاب و سنت اور اجماع کے موافق ثابت ہیں، علمائے اہلسنت و جماعت کیساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ اور ان میں اور متکلمین میں صرف اتنا فرق ہے کہ متکلمین اس معنی کو علم اور اساتذہ کرام پاتے ہیں۔ اور یہ بزرگ گشت اور ذوق کے طور پر۔ نیز ان بزرگوں کا گروہ عالم کی حق سبحانہ و تعالیٰ کے نہایت منزلہ ہونے کے باعث قطعاً کوئی نسبت ثابت نہیں کرتا۔ اور تمام نسبتوں کو سلب کرتا ہے۔ تو عالم کے واجب تعالیٰ شانہ کے ساتھ مینیت اور جزئیت کے کیسے قائل ہو سکتے ہیں۔ صرف اس قدر نسبت ثابت مانتے ہیں کہ وہ مولیٰ ہے اور کائنات اس کی عبودیت کی صفت سے موصوف اور وہ صانع ہے اور کائنات اس کی مصنوع ہے۔ بلکہ غلبہ حال میں اس نسبت کو بھی کم کر دیتے ہیں۔ اس وقت فنا نے حقیقی سے شرف ہو کر تجلیات ذاتیہ کو قبول کرتے ہیں۔ اور بے انتہا تجلیات کا مظہر بن جاتے ہیں۔

دوسرا گروہ عالم کو حق سبحانہ کا ظل جانتا ہے۔ مگر اس امر کا قائل ہے کہ عالم خارج میں موجود ہے۔ لیکن اصلیت کے طریق پر نہیں بلکہ حقیقت کے طور پر۔ اور یہ کہ عالم کا وجود حق سبحانہ کے وجود کیساتھ قائم ہے۔ جس طرح ظل اصل کے ساتھ قائم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا سایہ کافی دراز جگہ میں پھیل جائے۔ اور وہ شخص اپنی کمال قدرت سے اپنی صفات علم، قدرت، ارادہ وغیرہ حتیٰ کہ لذت و تکلیف کو بھی اس سایہ میں منعکس کرے۔ پس بالفرض وہ سایہ اگر آگ پر گرے اور اس سے تکلیف محسوس کرے تو عقلاً اور عرفاً یہ نہیں کہیں گے کہ اس شخص نے بھی تکلیف محسوس کی ہے۔ جیسا کہ تیسرا گروہ اس امر کا قائل ہے۔ اسی طرح تمام بُرے افعال جو مخلوقات سے صادر ہوتے ہیں یہ نہیں کہہ سکتے کہ یہ حق تعالیٰ کے افعال ہیں۔ نہ ہی طرح اگر سایہ اپنے ارادہ سے حرکت کرے تو یہ نہیں کہتے کہ وہ شخص متحرک ہے۔ ہاں صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ اس کی قدرت اور اس کے ارادے کا اثر ہے۔ یعنی اس کا مخلوق ہے۔ اور یہ بات طے شدہ ہے کہ قبیح شے کا پیدا کرنا قبیح نہیں۔ بلکہ قبیح کا فعل اور کسب قبیح ہے۔

تیسرا گروہ وحدت و وجود کا قائل ہے۔ یعنی خارج میں صرف ایک ہی ذات موجود ہے۔ اور بس۔ اور حق سبحانہ کی ذات اور عالم کا خارج میں اصل حقیقی نہیں بلکہ صرف علمی ثبوت رکھتے ہیں۔ یہ گروہ یوں کہتا ہے

الاعیان ما شئت سر ائمتہ الوجود۔

اگرچہ یہ جماعت بھی عالم کو حق سبحانہ کا ظل ہی کہتی ہے۔ لیکن ساتھ یہ بھی کہتی ہے کہ ان کا وجود صرف مرتبہ جس میں ہے۔ نفس الامر اور خارج میں عدم محض ہے۔ اور یہ لوگ خدا کے عز و جل کو صفات و جوہ اور امر کا نہایت کے ساتھ متصف مانتے ہیں۔ اور مراتب تنزلات ثابت کرتے ہیں اور ہر مرتبہ میں اسی ذات احد کو اس مرتبہ کے لائق احکام کیساتھ متصف کرتے ہیں۔ اور لذت حاصل کرنے اور تکلیف اٹھانے والی بھی خدا کے عز و شانہ ہی کی ذات کو قرار

دیتے ہیں۔ لیکن ان وہی اور محسوس غلال کے پردہ میں۔

ان کے اس مسلک پر عقلاً اور شرعاً بے شمار اعتراضات وارد ہوتے ہیں۔ جن کے جواب ان کو مختلف حیلے اور تکلفات اختیار کرنے پڑتے ہیں۔

اگرچہ یہ تیسرے گروہ اپنے درجات وصل و کمال میں مختلف و تفاوت ہونے کے باوجود واصل اور کامل ہے۔ لیکن مخلوق کو ان کی ایسی باتوں نے گمراہی اور الھاد میں ڈالا ہے اور زمرہ قدر و بیدینی تک پہنچایا ہے۔ پہلا گروہ سب سے اکمل اور اتم ہے۔ اور زیادہ محفوظ۔ اور کتاب و سنت کے زیادہ موافق ہے اس پہلے گروہ کا زیادہ محفوظ اور زیادہ موافق ہونا تو ظاہر ہے۔ باقی ان کا اکمل اور اتم ہونا اس بنا پر ہے کہ وجود انسانی کے بعض مراتب اپنی نہایت لطافت اور تجرد کی بناء پر اپنے مبداء (حق تعالیٰ) سے فوری مشابہت اور مناسبت رکھتے ہیں جیسے لطیفہ خنی اور اخفی۔ پس وہ جماعت جو فناء سے برتری کے باوجود ان مراتب کو مبداء سے جدا نہیں کر سکتی۔ تاکہ لاکھ بچے لاکھ ان کی بھی نفی کرے۔ بلکہ مبداء ان کے نزدیک ان لطافت سے ملا اور قشایہ رہا اور اپنے آپ کو عین حق سمجھ لیا تو کہنا شروع کر دیا کہ خارج میں صرف حق سبحانہ ہی موجود ہے۔ اور خارج میں ہمارا بالکل وجود نہیں۔ لیکن چونکہ بہت سے آثار خارجہ پاسے ملتے تھے تو مجبوراً ثبوت علمی کے قائل ہوئے۔ اسی بنا پر وہ اعیان کو وجود اور عدم کے درمیان برزخ قرار دیتے ہیں، یہ لوگ جبکہ مخلوقات کے وجود کے بعض مراتب (یعنی اور اخفی) کو مبداء سے جدا نہ کر سکے تو ان کے واجب الوجود ہونے کے قائل تو نہ ہوئے البتہ ان کے برزخ ہونے کے قائل ہو گئے۔ اور وجوب کا رنگ ممکن میں ثابت کر دیا۔ اور یہ نہ جانا کہ یہ رنگ بھی ممکن ہی کا رنگ ہے جو واجب کے مشابہ ہے۔ اگرچہ صورت اور نام میں ہی ہو۔ اور اگر وہ اس رنگ کو جدا کرتے۔ اور تمام مراتب ممکن کو واجب سے جدا کرتے تو اپنے آپ کو ہرگز خدا نہ دیکھتے بلکہ عالم کو حق سے جدا کرتے اور صرف ایک ہی وجود کے قائل نہ ہوتے۔ اور جب تک اس شخص زقائل و عدت وجود کا اثر اور نشان باقی ہے۔ اپنے آپ کو حق تعالیٰ نہیں جانتا۔ اگرچہ کہتا ہی ہے کہ میرا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ لیکن اس کا یہ قول بھی کو ناہ نظری کے باعث ہے۔

دوسرے گروہ نے اگرچہ مراتب کو مبداء سے جدا قرار دیا ہے۔ اور کلمہ لاکھ بچے لاکھ اس کی نفی بھی کی ہے۔ لیکن غلیظت اور اعلیٰات کے واسطے سے ایک چیز ان کے بقایا وجود سے ثابت رہی ہے۔ کیونکہ رتبہ خلل کا اصل کے ساتھ تعلق کا رشتہ بڑا قری ہے۔ یہ نسبت ان کی نظر سے محروم نہیں ہو سکی۔

لیکن پہلے گروہ نے حضرت رسالت خاقیت علیہ من الصلوٰت اتہا و من التہیات اکملہا کیساتھ مناسبت اور آپ کی کمال متابعت کی بنا پر ممکن کے تمام مراتب کو واجب سے جدا قرار دیا ہے۔ اور سب کی کلمہ لاکھ بچے لاکھ نفی کر دی ہے۔ اور انہوں نے ممکن کی واجب کے ساتھ کچھ مناسبت نہیں دیکھی۔ اور اس کی طرف کسی نسبت

کاشیات نہیں کیا۔ اور اپنے آپ کو اس کا عید مخلوق بے قدرت کے سوا کچھ نہیں سمجھا۔ اور اس اللہ عز شانہ کو اپنا خالق و مولیٰ جانتا ہے۔ اپنے آپ کو مولیٰ سمجھنا یا اس کا نخل قرار دینا ان بزرگوں کے نزدیک سخت گراں اور دشوار ہے چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ یہ بزرگ اس واسطے سے کہ اشیاء خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں اشیاء سے دوستی رکھتے ہیں۔ اور اس بنا پر اشیاء ان کی نظر میں محبوب ہیں۔ اور اسی بنا پر کہ اشیاء اس کی مصنوع اور ان کے افعال بھی اس ذاتِ مبل شانہ کے پیدا کردہ ہیں، پورے طوراً اشیاء کے مطیع بنتے ہیں۔ اور انہیں تسلیم کرتے ہیں۔ اور افعال پر انکار نہیں کرتے۔ ہاں جہاں شریعت انکار کرے۔

جس طرح توحید و وجودی والوں کو اشیاء کے حق تعالیٰ کا مظہر بلکہ اس کا عین کے لحاظ سے اس قسم کی محبت اور ان کی اطاعت نصیب ہوتی ہے۔ پہلے گروہ کو اشیاء کے صرف اللہ تعالیٰ کی مصنوعات اور مخلوق ہونے کے لحاظ سے اشیاء کے ساتھ دوستی حاصل ہوتی ہے۔ یہی تفاوت راہ از کجاست تا کجا۔ دیکھو ایک راہ سے دوسری راہ تک کتنا فرق ہے۔

عین محبوب کے ساتھ تو تھوڑی سی محبت کے باعث بھی دوستی روا ہے۔ لیکن مصنوعات، مخلوقات اور اس کے بندے جب تک محبوب و حقیقی اس کے ساتھ پوری دوستی پیدا نہ کریں دوستی روا نہیں ہے۔ اور محبوب نہیں دے سکتے اس بلذکرہ کو نفاذِ عہدیت سے جو مقام مقامات و ولایت کی انتہا تک مکمل حصہ مل چکا ہے۔ اور ان برگزیدہ حضرات کے صحتِ حال پر اس سے بڑی اور مکمل دلیل اور کیا ہو سکتی ہے۔ کہ ان کا ہر شرف کتاب و سنت اور ظاہر شریعت کے موافق ہے۔ ایک بال برابر بھی ظاہر شریعت سے مخالفت ان کی طرف راہ نہیں پاسکی۔ اے اللہ ہمیں بھرت محمد مصطفیٰ اصلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم دبار کا امن گروہ کے معبود اور بیروکاروں میں کر۔

یہ درویش جس سے ان طور کا استفادہ ہوا ہے۔ اول توحید و وجودی کا معتقد تھا۔ بچپن سے ہی اس توحید کا علم اور اس پر پورا یقین رکھتا تھا۔ اگرچہ حال نہیں رکھتا تھا۔ اور جب اس راہ میں آیا تو اول توحید کا راستہ منکشف ہوا۔ اور مدت دراز تک اس مقام کے مراتب میں گھومتا رہا۔ اور بہت سے علوم جو اس مقام کے مناسب تھے۔ فائز ہوتے رہے۔ اور وہ مشکلات و واردات جو اربابِ توحید پر وارد ہوتی ہیں سب کی سب کشوف اور علومِ فاضلہ کے ذریعہ حل ہو گئیں۔ ایک مدت کے بعد اس درویش پر ایک اور نسبت غالب ہوئی۔ اور اس کے غلبہ میں توحید و وجود میں توقف پیدا ہوا۔ لیکن یہ توقف توحید و وجودی والوں کے ساتھ حرجِ قلبی کی بنا پر پیدا ہوا۔ انکار کی بنا پر پیدا نہ ہوا۔ ایک مدت تک اس بارے میں متوقف رہا۔ آخر الامر معاملہ اس کے انکار تک پہنچا۔ اور مجھے دکھایا گیا کہ یہ مرتبہ سب سے پست مرتبہ ہے۔ یہاں سے غلیظت کے مقام پر پہنچا۔ لیکن اس کا انکار بے اختیار تھا۔ نہیں چاہتا تھا کہ اس مقام سے باہر آئے۔ اس لئے کہ بہت سے مشائخ عظام اس مقام میں اقامت پذیر تھے۔

اور جب غلیظت کے مقام میں پہنچا اور خود کو اور عالم کو غفل محسوس کیا۔ جبکہ دُور اگر وہ اس کا قائل ہے۔ تو اس امر کی آرزو پیدا ہوئی کہ کاش اس مقام سے باہر نہ نکلیں کیونکہ یہ درویش کمال وحدت وجود میں پاتا تھا۔ اور یہ مقام غلیظت اس سے کچھ قدر سے مناسبت رکھتا ہے۔ اتفاقاً کمال غنایت اور غریب نوازی سے اس مقام سے بھی اُپر لے گئے۔ اور مقام عبودیت تک پہنچا دیا۔ اس وقت اس مقام کا کمال دکھائی دیا۔ اور اس کی بندی واضح ہوئی۔ اور گزشتہ مقامات سے ثابت ہوا اور استغفار کیا۔ اگر اس درویش کو اس راستے سے نہ لے جاتے اور بعض مراتب کی بعض پر فوقیت نہ دکھاتے تو اس مقام عبودیت میں اپنا تنزل جانتا۔ کیونکہ اس درویش کے نزدیک توحید وجودی سے اُپر کوئی مقام نہ تھا۔ واللہ یحییٰ الحق وهو یهدی السبیل۔ اللہ ہی حق کو سون ثابت کرتا ہے اور راہِ راست کی ہدایت بخشتا ہے۔

معلوم ہونا چاہیے کہ اس درویش کے مکتوبات و رسائل میں بلکہ ہر سالک کے علوم و معارف میں تفاوت اور فرق کا منشا یہی مقامات متفاوۃ کا حصول ہے۔

ہر مقام کے علوم و معارف الگ ہیں۔ اور ہر حال کا قال علیحدہ ہے۔ پس فی الحقیقت علوم میں تعارض اور تضاد نہیں۔ جس طرح احکام شرعیہ کے نسخ کا معاملہ ہے۔

فَلَا تَنكُحُوا الْمُؤْمِنِينَ
تَوَلَّوْا كَرِهَ اللَّهُ لَهَا

وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا محمد و آلہ وسلم

مکتوب نمبر ۱۶۱

مکالمات کلابی پریشی کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصود ایمان حقیقی کا حصول ہے۔ جو اطمینانِ نفس کے ساتھ وابستہ ہے۔

منازل سلوک کے طے کرنے سے مقصود ایمان حقیقی کا حصول ہے۔ جو اطمینانِ نفس سے وابستہ ہے۔ جب تک نفس مطمئنہ نہ بنے نہایت مقصود نہیں۔ نفس اس وقت تک مرتبہ اطمینان تک نہیں پہنچتا جب تک قلب کی سیاست اس پر مستطرد نہ کریں۔ اور دل کی سیاست اس وقت میسر آتی ہے جبکہ قلب پہلے کاموں سے فارغ ہو۔ اور غیر حق کی

لے بذا! ام ربانی قدس سرہ کے کلام میں کوئی تعارض اور تضاد نہیں۔ کیونکہ مختلف تحقیقات مختلف مقامات سے تعلق رکھتی ہیں۔

مگر فطاری سے سلامتی حاصل کرے۔ اور غیر حق کے ساتھ گرفتاری سے نجات پانے کی علامت یہ ہے۔ کہ ماسوائے حق سبحانہ و تعالیٰ کو بھول جائے۔ جب تک بال برابر بھی غیر حق سے آشنائی ہے۔ سلامتی سے دور ہے۔ تو کتنا مبارک ہے وہ شخص جس نے اپنا قلب اپنے رب کے سپرد کر دیا۔ کوشش کرنا ضروری ہے۔ تاکہ سلامتی قلب سے مشرف ہو۔ اور نفسِ امینان کے مقام تک پہنچے۔ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے عطا کرے۔ اور اللہ فضلِ عظیم والا ہے۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۶۲

خواجہ محمد صدیق بدخشانی کی طرف صادر فرمایا :

ماہِ رمضان مبارک کی فضیلت اور اس ماہ کی قرآن مجید کے ساتھ مناسبت کے بیان میں جس کی بنا پر اس کا نزول اس ماہ مبارک میں ہوا۔ اور کھجور کی جامعیت کے بیان میں کہ اس کے ساتھ روزہ افطار کرنا مستحب ہے۔ اور اس کے تعلقات کے بیان میں۔

باسمہ سبحانہ۔ کلام کی شان جو شیونات ذاتیہ میں سے ہے تمام ذاتی کمالات اور صفاتی شیونات کا جامع ہے۔ جیسا کہ گزشتہ علوم میں مذکور ہوا۔ اور ماہِ رمضان مبارک تمام خیرات و برکات کا جامع ہے۔ جو بھی خیر و برکت ہے اس کا فیضان حضرت ذاتِ تعالیٰ و تقدس کی طرف سے ہوتا ہے۔ اور ذاتِ سبحانہ کے شیونات کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ ہر شرف و نقص جو صفحہ وجود پر آتا ہے۔ اس کا منشا فانی ذات و صفات ہیں۔

مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ وَمَا أَصَابَكَ مِنْ نُّسْئَةٍ فَمِنَ نَفْسِكَ۔
تجھے جو بھلائی اور خیر پہنچتی ہے اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو بُرائی پہنچتی ہے۔ وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

نصرِ قطعی ہے۔ پس اس ماہ مبارک کی تمام خیرات و برکات ان کمالات ذاتیہ کا نتیجہ ہے کہ شانِ کلامِ الہی ان سب کا جامع ہے۔ قرآن مجید اس جامع شان کی حقیقت کا خلاصہ ہے لہذا اس ماہ مبارک کی قرآن مجید کے ساتھ پوری مناسبت ہے۔ کیونکہ قرآن تمام کمالات کا جامع ہے۔ اور یہ مبارک مہینہ ان تمام خیرات و برکات کا جامع ہے جو ان کمالاتِ قرآنی کے نتائج ہیں اور یہی مناسبت قرآن حکیم کے اس ماہ مبارک میں نزول کا باعث بنی۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنْزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ۔ رمضان وہ مبارک مہینہ جو جس میں قرآن حکیم کا نزول ہوا۔

اور اس میں آنے والی شب قدر اس ماہ کا خلاصہ اور نچوڑ ہے۔ یہ رات مغرب ہے اور یہ ماہ مبارک اس کے چھ چھکے کی مانند ہے۔ تو جو شخص اس ماہ مبارک کو جمعیت و سکون سے گزارتا ہے اور اس کی خیرات و برکات سے بہرہ ور ہوتا ہے تمام سال جمعیت و سکون سے گزارتا ہے۔ اور خبر و برکت سے پُر رہتا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اس مبارک مہینے کی خیرات و برکات حاصل کرنے کی توفیق عطا کرے۔ اور عظیم جعدہ نصیب فرمائے۔ حضرت رسالت غایت علیہ الصلوٰۃ والسلام التبیہ فرمایا ہے :

إِذَا أَفْطَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيُفْطِرْ عَلَى تَمْرٍ
جَبْ تَمْرٍ مِّنْ سَعْيِ شَعْنٍ رَّوْزَهُ افْطَارُ كَرَمٍ
فَاتَهُ بَرَكَهٌ۔
کھجور سے کرے کیونکہ وہ سراسر برکت ہے۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم روزہ مبارک کھجور سے افطار کرتے تھے۔ اور کھجور میں برکت یہ ہے کہ اس کا درخت نخل کہلاتا ہے۔ اور نخل یعنی کھجور کا درخت جامعیت اور صفتِ عدلیت پر مخلوق ہے جس طرح انسان۔ اسی لئے حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور کو انسانوں کی پھوپھی کہا ہے کیونکہ اس کو پیدائش طینتِ آدم سے پیدا کیا گیا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے :

اَلْاَوَّلُ مَا خَلَقْتُ فَانْهَ خَلَقْتُ
مِنْ لَبَنٍ طَيِّبٍ اَدَمَ۔
اپنی پھوپھی کھجور کی عزت کرو۔ کیونکہ یہ حضرت
آدم کے جسم سے باقی ماندہ مٹی سے پیدا کی گئی ہے۔

اور کھجور کو برکت فرمانا اسی جامعیت کی بنا پر ہو سکتا ہے۔ لہذا اس کے پھل کھجور سے افطار صاحبِ افطار کی جز بن جانا اور کھجور کی حقیقت جامعہ اس جزئیت کے اعتبار سے اسے کھانے والے کی حقیقت کا جز بن جانا ہے۔ اور اسے کھانے والا اس اعتبار سے ان کمالات بے نہایت کا جامع بن جاتا ہے۔ جو کھجور کی حقیقت جامع میں درج ہیں۔ اور یہ معنی اگرچہ مطلق کھانے میں بھی موجود ہے۔ تاہم افطار کے وقت کہ روزہ دار کے شہوات مانعہ اور لذاتِ فانیہ سے غالی ہونے کا وقت ہے۔ زیادہ تاثیر کرتا ہے۔ اور وہ معنی اتم اور اکمل طریقہ پر ظاہر ہوتا ہے۔ اور وہ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام انہا ومن التہیات اکلہا نے فرمایا ہے کہ

نِعْمَ مَحْضُورٌ الْمُؤْمِنُ النَّهْمُ۔
مومن کی بہترین سحری کھجور ہے۔

اس اعتبار سے ہو سکتا ہے کہ اس غذا میں جو صاحبِ غذا کا جز بن جانا ہے اس کی حقیقت کی تکمیل ہے نہ کہ اس غذا کی حقیقت۔ اور جب کہ یہ معنی روزہ میں مفقود ہیں اس کی تلافی کے لئے سحری کے وقت اس کے کھانے کی ترغیب دی کہ گویا اس کا کھانا تمام ماکولات کے کھانے کا فائدہ دیتا ہے۔ اور اس کی برکت جامعیت کے

اعتبار سے وقت افطار تک رہتی ہے۔ اور غذا کا یہ فائدہ اس وقت مرتب ہوتا ہے۔ جبکہ غذا بخیر شرعی کے مطابق واقع ہو۔ اور بال برابر محدود و مشرعی سے تجاوز نہ ہو۔ نیز اس فائدہ کی حقیقت اس وقت میسر آتی ہے۔ کہ اس کا کھانے والا صورت سے گزر کر حقیقت سے بھگتا رہو چکا ہو۔ اور ظاہر سے ترقی کر کے باطن سے آرام پذیر ہو چکا ہو۔ غذا کا ظاہر اس کے ظاہر کا مددگار ہوتا ہے۔ اور غذا کا باطن اس کے باطن کی تکمیل کرتا ہے۔ ورنہ صرف ظاہر ہی امداد پر ہی رکا رہتا ہے۔ اور اس کا کھانے والا بھی عین کوتاہی کا شکار رہتا ہے۔

سعی کن تالفہ را سازی گہر بعد ازاں چنداں کہ سے خواہی بخور
کوشش کرد تا کہ طعمے کو موتی بناؤ۔ اس کے بعد جتنا چاہو کھاؤ
اور صاحب غذا کے لئے افطار میں جلدی اور سحر میں تاخیر میں غذا کی تکمیل کا یہی راز ہے۔

مکتوب نمبر ۱۶۳

سیادت اور بزرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف صادر فرمایا :

اس بیان میں کہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ان دوزندوں کے جمع ہونے کا احتمال محال ہے۔ اور ایک کو عزت عطا کرنا دوسرے کو ذلیل و خوار کرنے کا موجب ہے۔ تک جو آپ نے اللہ تعالیٰ آپ کو سالم اور محفوظ رکھے کفار کی تذلیل اور ان سے میل جول کے بارے میں اور اس میل جول کے نقصان اور ضرر کے متعلق فرمایا۔ اور اس امر کے بیان میں کہ دنیا و آخرت بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

الحمد لله الذی انعم علینا وهدانا لى الاسلام وجعلنا من امة محمد علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام تمام تعریفیں اس اللہ رب العزت کے لئے جس نے ہم پر انعام فرمایا اور ہمیں دین اسلام اختیار کرنے کی ہدایت عطا فرمائی اور ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ والسلام کی امت میں سے کیا۔ دنیا و آخرت کی سعادت صرف سید کوئین علیہ وعلیٰ آلہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی اتباع سے وابستہ ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت احکام اسلام کی بجا آوری اور دوسرے کفر کے دور کرنے میں ہے۔ کیونکہ اسلام اور کفر ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ ایک کا ثابت کرنا دوسرے کے اٹھانے کا موجب ہے۔ ان دوزندوں کا جمع ہونا محال ہے۔ ایک کو عزت دینا دوسرے کو ذلیل و خوار کرنے کا باعث ہے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ اپنے حبیب

پاک علیہ الصلوٰۃ والتیمہ کو فرماتا ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ
وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ۔

اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کریں اور ان پر سختی کریں۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو خلق عظیم سے موصوف ہیں کفار سے جہاد اور ان پر سختی کرنے کا حکم دیا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ کفار سے سخت رویہ اختیار کرنا بھی خلق عظیم میں داخل ہے۔ ثبات ہوا کہ اسلام کی عزت کفر اور اہل کفر کی خواری اور ذلت میں ہے۔ جس نے کفار کو عزت دی اُس نے اسلام کو ذلیل کیا۔ عزت دینے سے یہ مراد نہیں کہ ان کی خواہ مخواہ تعظیم ہی کی جائے اور انہیں اونچی جگہ بٹھایا جائے۔ بلکہ انہیں اپنی مجالس میں بگڑ دینا۔ ان کے ساتھ بیٹھا اٹھنا ان سے گفتگو کرنا بھی ان کے اعزاز میں شامل ہے۔ انہیں گنتوں کی طرح دُور رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی دُوری غرض اور کام ان سے متعلق ہوا اور ان کے سوا کسی سے حاصل نہ ہو سکے تو انہیں بے قدر جانتے ہوئے بقدر ضرورت ان سے معاملہ کرنا چاہیے۔ اور کمال اسلام تو یہ ہے کہ دُنیوی غرض کے لئے بھی ان سے رابطہ قائم نہ کیا جائے۔ اور ان سے میل جول نہ رکھا جائے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں انہیں اپنا اور اپنے پیغمبر علیہ السلام کا دشمن قرار دیا ہے۔ خدا اور اس کے رسول علیہ السلام کے ان دشمنوں سے میل جول اور اُنس و محبت بہت بڑی تقصیروں میں شامل ہے۔ ان دشمنوں کے ساتھ دوستی اور اُنس کا کم از کم ضرر نقصان یہ ہے کہ احکام شرعی کے اجماع کی قدرت اور کفر کے نشانات اٹھانے کی قوت مغلوب اور کمزور ہو جاتی ہے۔ اور ان سے تعلیق دوستی کا حیا اس میں مانع ہو جاتا ہے۔ اور یہ بہت بڑا ضرر و نقصان ہے۔ دشمنانِ خدا سے عزوجل سے دوستی و الفت خدا تعالیٰ کے ساتھ دشمنی کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے اور اس کے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ دشمنی پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے۔ انسان گمان کرتا ہے کہ وہ اہل اسلام سے ہے۔ اور خدا رسول کی تصدیق اور ان پر ایمان رکھتا ہے۔ لیکن وہ نہیں جانتا کہ اس طرح کے بُرے اعمال اس کی دولت اسلام کو بالکل تہہ متاثر کر رکھ دیتے ہیں۔ نعوذ باللہ من شرور أنفسنا ومن سبائت اعمالنا رہم اپنے نفسوں کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی بُرائیوں سے اللہ کے پاس پناہ لیتے ہیں۔

خواجہ پندار کہ مرد و اصل است حاصل خواجہ بجز پندار نیست

خواجہ صاحب کا گمان ہے کہ وہ مرد و اصل ہیں۔ لیکن فی الحقیقت خواجہ صاحب کو مرد یہ گمان ہی حاصل ہو۔ ان نالائقوں کا کام ہی یہ ہے کہ اسلام اور اہل اسلام کا تسخر اڑاتے ہیں۔ اور اس بات کے منتظر رہتے ہیں کہ اگر قابو پائیں تو مسلمانوں کو ہلاک کر دیں یا سب کو قتل کر دیں یا کفر کی طرف پھیر کر لے جائیں تو اہل اسلام کو بھی شرم کرنا پڑے گی کیونکہ ایمان با حیا بننے کا تقاضا کرتا ہے۔ مسلمان کے جنگ و شرم کا پاس کرنا ضروری ہے۔

ہمیشہ ان کی ذلت و خواری کے درپے رہنا چاہیے۔ ہندوستان میں اہل کفر سے جزیہ کا موقوف ہونا ان علاقوں کے سلاطین و حکمرانوں کے ساتھ دوستی کی شرمی کے باعث ہے۔ ان سے جزیہ لینے کا اصل مقصد ان کی ذلت و خواری ہے اور یہ ذلت و خواری اس حد تک ہے کہ جزیہ کے خوف سے اچھے کپڑے نہیں پہن سکتے۔ اور اپنا ہاتھ و سناٹا نہیں کر سکتے۔ اور ان کے اموال سے لینے کے خوف سے ہمیشہ ڈرتے اور لرزتے رہتے ہیں۔ بادشاہوں کو یہ کیا حق حاصل ہے کہ جزیہ لینے سے روکیں۔ اللہ تعالیٰ نے جزیہ وضع ہی ان کی ذلت و خواری کے لئے کیا ہے مقصود ان کی رسوائی اور اہل اسلام کی عزت اور غلبہ ہے۔ کچھ جہود ہر کہ شوکتہ سود اسلام است۔ جو غیر مسلم بھی قتل ہو اس میں اسلام کا نفع ہے۔ دولت اسلام کے حصول کی علامت اہل کفر کیساتھ بغض و عناد رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں ان کو نبی و ناپاک کہا ہے۔ پس اہل اسلام کی نظر میں بھی اہل کفر نجس و پلید ہی ہونے چاہئیں۔ اور جب ان کو اس طرح ذلیل و خوار دیکھیں اور جانیں گے تو ضرور ان کی صحبت سے پرہیز اور ان کی ہم نشینی کو برا تصور کریں گے۔ ان سے ہمیں پرچھٹنا اور پھر ان کے مطابق عمل کرنا ان دشمنوں کا کمال اعزاز ہے۔ جو سراسر منع ہے۔ جو شخص ان کی توجہ کا طالب اور ان کے توسط سے مانگے اسے کیا حاصل ہوگا۔ یعنی کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے قرآن مجید میں فرماتا ہے۔

وَمَا دَعَا الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔ کفار کی دعا بے کار اور ضائع ہے۔

ان دشمنان اسلام کی دعا باطل اور بے نتیجہ ہے۔ اس کی قبولیت کا احتمال ہی نہیں۔ ہاں ان سے طالب دعا ہونے میں ان کے اعزاز و اکرام میں اضافہ ضرور ہوتا ہے۔ کفار اگر دعا کریں گے تو اپنے بتوں کو ضرور دعا میں وسیلہ بنائیں گے خیال کرنا چاہیے کہ معاملہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ اور مسلمان کی بڑبڑ بھی باقی نہیں رہتی۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے جب تک تم سے کوئی دیوانہ نہ ہو مسلمان تک نہیں پہنچ سکتا۔ دیوانگی بلندی اسلام کی خاطر اپنے نفع نقصان سے آگے گزر جانے سے عہدت ہے۔ مسلمان کی موجودگی میں جو حاصل ہو جائے ٹھیک ہے۔ اور اگر کچھ بھی حاصل نہ ہو تو نہ ہو۔ یعنی دونوں حالتیں برابر ہوں۔ اور دولت اسلام موجود اور حاصل ہے تو عدائے عز و بل اور اس کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رضا اور خوشنودی بھی حاصل ہے۔ رضائے مولا سے عظیم تر اور کوئی دولت و نعمت نہیں۔

رَضِیْنَا بِاللّٰهِ مَبِیْعَتَهُ سَرَّجًا وَبِالْإِسْلَامِ
دِیْنًا وَبِحَبْتِهِ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام
نَبِیًّا وَرَسُوْلًا۔ ہم اللہ سبحانہ کے رب ہونے اور اسلام کے
دین ہونے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
نبی و رسول ہونے پر راضی ہیں۔

مصرع : ہم برینم بلاریم یارب۔ یارب مجھے اسی پر قائم رکھنا۔ بحرمت سید المرسلین علیہ و آلہ

من الصلوات افضلها ومن التسليمات اكلها واسلام واولاد آخراً۔

وقت کی تبدیلی کے باعث جو کچھ ضروری اور اہم محسوس کیا وہ اہمال کے طور پر لکھ کر بھیج دیا ہے۔ اس کے بعد اگر توفیق ایزدی نے ساتھ دیا تو اس سے زیادہ فصل لکھ کر ارسال کیا جائے گا۔

جس طرح اسلام کفر کی ضد ہے۔ آخرت دنیا کی ضد ہے۔ دنیا اور آخرت ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ بلکہ ترک دنیا دو طرح پر ہے۔ ایک نوع تو یہ ہے کہ بقدر ضرورت سے زائد تمام مباحات ترک کر دیے جائیں۔ یہ ترک دنیا کی اعلیٰ قسم ہے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ حرام اور مشتبہ چیزوں سے اجتناب کیا جائے۔ یہ قسم بھی خصوصاً اس زمانہ میں بہت ہی قلیل اور نادر ہے۔

۱۔ آسمان نسبت بعرش آمد سرود ورنہ بس عالیت پیش خاک خود

آسمان عرش کی نسبت نیچے ہے۔ ورنہ خاک کے قومی سے تو بہت بلندی پر ہے

پس سونا چاندی اور ریشمی لباس وغیرہ جنہیں شریعت مصطفویہ علی مصدرہا الصلوۃ والسلام والحقہ نے حرام قرار دیا ہے ان کے استعمال سے پرہیز لازمی ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں کو زینت و آرائش کے طور پر اگر رکھیں تو قدرے گنہگار ہے۔ لیکن ان کا استعمال قطعاً حرام ہے۔ سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینے خوشبو ڈالنا سرسرواں وغیرہ بنانا سب منع ہے۔ مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مباح امور کا دائرہ بہت ہی وسیع کیا ہے۔ مباح امور کو نعمت کے طور پر استعمال کرنا اور ان سے نفع اندوز ہونا عیش و لذت میں حرام چیزوں سے بڑھ کر ہے۔ مباحات میں حق سبحانہ کی رضا ہے۔ اور حرام اشیاء میں خدا تعالیٰ کی رضا نہیں۔ عقل سلیم ہرگز اس بات کو جائز نہیں رکھتی کہ کوئی شخص چند روزہ لذت کے لئے اپنے مولیٰ کی ندامتگی مول لے۔ غامض کہ جبکہ اس حرام لذت کے سونے کی طرح کی جائز لذتیں تجویز ہو چکی ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں صاحب شریعت علیہ علی آلاء الصلوات والحقہ کی متابعت پر استقامت عطا فرمائے۔

حلال و حرام کے معاملہ میں ہمیشہ دیندار علماء کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔ اور انہیں سے دریافت کرنا چاہیے۔ اور ان کے فتویٰ کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ لیکن یہی نجات کا راستہ ہے۔ شریعت کے علاوہ جو کچھ ہے باطل ہے اور

۱۔ ریشمی لباس پہننے کی حرمت صرف مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے ریشمی لباس جائز ہے۔ یوں ہی زیور کی شکل میں سونے کا استعمال مردوں کو منع ہے۔ عورتوں کے لئے جائز ہے۔ ہاں سونے چاندی کے برتنوں کے استعمال کی مرد و عورت دونوں کے لئے ممانعت ہے۔ کذا فی رد المحتار والدر المختار والفتاویٰ الحانیہ۔

بے اعتبار ہے۔

فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ إِلَّا الضَّلَالَةُ
حق کے ماسوا سب ضلالت و گمراہی ہے۔

و السلام اولاد و آخراء۔

مکتوب نمبر ۱۶۴

مانفہ بہاء الدین سرہندی کی طرف لکھا گیا۔

اس بیان میں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ کا فیض ہر وقت اور ہمیشہ خواص و عوام پر وارد ہو رہا ہے۔

اگے اس کے قبول کرنے یا نہ قبول کرنے کا فرق اس طرف سے ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے احسان و کرم سے راہ شریعت پر استقامت نصیب فرمائے۔ حق سبحانہ و تعالیٰ کا فیض ہمیشہ اور ہر وقت از قسم ہاں، اولاد اور ہدایت و رہنمائی بغیر تخصیص کے نازل و وارد ہوتا رہتا ہے۔ بعض فیوض کے قبول کرنے اور بعض کے قبول نہ کرنے میں فرق اس طرف سے ہے۔

وَمَا ظَلَمَهُمُ اللَّهُ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ
اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہ کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی
جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

موسم گرما کا سورج دھوبی اور کپڑے دونوں پر کیساں چمکتا ہے۔ لیکن اس سے دھوبی کا منہ سیاہ ہوتا ہے
اور اس کا کپڑا سفید۔

اللہ تعالیٰ کے فیض کا قبول نہ ہونا جناب قدس خداوندی جل سلطانہ سے اسواض اور روگردانی کے باعث
ہے۔ روگردانی کرنے والے کے لئے ذلت لازم اور نعمت سے محرومی ضروری امر ہے۔ یہاں کوئی شخص یہ اعتراض
نہ کرے کہ بہت سے حق تعالیٰ سے روگردان لوگ دنیوی نعمتوں سے سرفراز ہیں۔ اور ان کی روگردانی اس کی محرومی
کا سبب نہیں بنی۔ کیونکہ یہ نعمت نہیں بلکہ نعمت کی صورت میں نفیست و عذاب، اس کی خرابی اور بربادی کے لئے
بطریق استدراج ظاہر کیا گیا ہے۔ تاکہ ایسا شخص روگردانی اور گمراہی میں مبتلا رہے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتا ہے:

أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَّاءٍ وَ
کیا ان لوگوں کا گمان یہ ہے کہ ہم جو مال و اولاد کی شکل
مِثْقَلِ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ مِنْ لَازِبَةٍ وَ
میں ان کی مدد فرما رہے ہیں انہیں اچھی چیزیں عطا

کرنے میں جلدی کر رہے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ نہیں سمجھتے
کہ اصل معاملہ کیا ہے۔

پس حق تعالیٰ سے روگردانی کے باوجود دنیا اور اس کے ساز و سامان کا ملنا عین خرابی ہے۔ تو ایسی صورت
حال سے کچھ بچھڑکچھ۔ والسلام۔

مکتوب نمبر ۱۶۵

سیادت و بزرگی کی پناہ شیخ فرید کی طرف بکھا گیا۔

صاحب شریعت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی متابعت کی ترغیب اور آپ کی شریعت
کے مخالفوں کے ساتھ عداوت و بغض رکھنے اور ان پر سختی کرنے کے بیان میں۔

اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہاشمی قرشی علیہ و علی آلہ من الصلوٰۃ افضلہا ومن التسلیمات اکملہا کی باطنی میراث کی
بزرگی سے مشرف فرمائے۔ جس طرح آس نے آپ کو ظاہری بزرگی سے مشرف فرمایا ہے۔ اور اللہ اس بندے پر رحم
فرمائے جو آئیں کہے۔

آنسور علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والتسلیمات کی میراث سورہی عالم غلق سے غلق رکھتی ہے۔ اور میراث معنوی
عالم امر سے۔ وہاں سب ایمان معرفت اور رشد و ہدایت ہے۔ میراث سورہی کی نعمت غفلت کا شکر ہے کہ میراث
معنوی اور باطنی سے مزین و آراستہ ہوں۔ اور میراث معنوی سے آراستگی کامل اتباع معطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام
والتحیہ کے بغیر میر نہیں آسکتی۔ تو آپ پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آپ کے اوامر و نواہی میں اتباع و اطاعت
لازم و ضروری ہے۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمال متابعت آپ کے ساتھ کمال محبت کی فرع ہے۔ مصرع۔
إِنَّ الْمُحِبَّ لَوْ أَنَّ هَوَاهُ مَطِيعٌ۔
عجب اپنے محبوب کا پورا مطیع ہوتا ہے۔

اور آپ سے کامل محبت کی علامت و نشانی آپ کے دشمنوں کے ساتھ کامل بغض و عداوت رکھنا ہے۔ محبت
میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں۔ محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے۔ اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔ اور محبوب کے
مخالفوں کے ساتھ کسی طرح بھی صلح آشتی نہیں کر سکتا۔ دو مختلف محبتیں ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں۔ جمع ضدین کو
محال و ناممکن کہا گیا ہے۔ ایک کے ساتھ محبت دوسرے کی عداوت کو مستلزم ہے۔ اچھی طرح غور کرنا چاہیے۔ اچھی
معاملہ ہاتھ سے نہیں نکلا۔ گذشتہ کا تذکر کرنا چاہیے۔ کل جب معاملہ ہاتھ سے نکل جائے گا۔ ندامت و شرمندگی کے
سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

بروقت صبح شود، پھر روز معلوم است کہ باکہ باختر عشق در شب دیجر

تجہ صبح روز روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ تو نے تاریک رات میں کس سے عشق لگا رکھا تھا

دنیا کا سامان دھوکا ہی دھوکا ہے۔ اور معاملہ اخروی پر ابدی جزا مرتب ہوگی۔ چند روز زندگی اگر سید لاہین
و آخرین علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی متابعت میں بسر ہو تو نہایت ابدی کی امید ہے۔ ورنہ کوئی بھی ہو
اور کیسا ہی اچھا عمل کیوں نہ ہو سب بیکج اور بے کار ہے۔

محمد عربیؐ کہ کاہر و سحر دوسرا است کسے کہ خاک در کش نیست خاک بر سر او

محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم جو دونوں جہان کی عزت و بڑی ہیں جو آپؐ کے دروازے کی خاک نہیں بنتا
اُس کے سر پر خاک پڑے۔

اگر مثال کے طور پر فرضِ زکوٰۃ ادا کر دی جائے تو نقصان نہ پہنچے میں وہ بھی کلیتہً ترک کا حکم رکھتی ہے۔ کیونکہ
متابعت کی دولتِ غفلتی کا حصول مکمل طور پر ترک دنیا پر موقوف نہیں۔ زکوٰۃ ادا کر دینے کی صورت میں مال پاک ہو جاتا
ہے۔ اور دین میں اس کا کچھ ضرر و نقصان باقی نہیں رہتا۔ پس مال دنیاوی کے ضرر کے دفاع کا علاج مال کی زکوٰۃ نکالنا
ہے۔ اگرچہ کلیتہً ترک دنیا اونیٰ اور افضل ہے۔ لیکن زکوٰۃ بھی اس ترک کلی کا کام کر جاتی ہے۔

آسمان نسبت بعرش آمد ضرور ورنہ بس عالی است پیش خاک تو

آسمان عرش کی نسبت نیچے ہے۔ لیکن تو وہ خاک سے پھر بھی بہت بلند ہے

تو لازم و ضروری ہے کہ ساری ہمت احکام شرعیہ کی بجا آوری میں صرف کی جائے۔ اور اہل شریعت یعنی علماء و
صلحاء کی تعظیم و توقیر کرنی چاہیے۔ اور شریعت کو رواج دینے میں کوشاں رہنا چاہیے۔ اور گمراہ فرقوں اور اہل بدعت
کو ذلیل و خوار رکھنا چاہیے۔

مَنْ وَقَرَ صَاحِبَ سِدَّةٍ فَقَدْ آخَانَ

جس نے بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو

عَلَىٰ هَذِهِ الْإِسْلَامِ۔ گھرانے میں مدد کی۔

اور کفار کیساتھ جو غمناک عز و بل اور اس کے رسول پاک علیہ و علی الصلوٰت والتسلیمات کے دشمن ہیں، دشمنی رکھنی
چاہیے اور ان کو ذلیل و خوار رکھنے میں کوشش کرنی چاہیے اور کسی طرح بھی ان کو عزت کا مقام نہیں دینا چاہیے۔ ان
بدعتوں کو اپنی مجلس میں مگر نہیں دینی چاہیے۔ اور ان کے ساتھ کوئی اُنس و پیار نہیں کرنا چاہیے۔

. اور حتی الامکان کسی معاملے میں بھی ان کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہیے۔ اور فرمائشوں
پڑ ہی جائے تو نقصانے حاجت انسانی کی طرح ناپسندیدگی اور مجبوری کی صورت میں ان سے حاجت برآری کرنی چاہیے۔

وہ راستہ جو آپؐ کے بعد بزرگوار علیہ و علی آلہ الصلوٰت والتسلیمات کی جناب قدس تک پہنچتا ہے یہی ہے۔ اگر اس

راہ پر نہ چلا جائے تو اس جناب قدس تک پہنچنا دشوار ہے۔ اور بہت بعید ہے۔

کیف الوصول الى سعاده و دونهما قتل الجبال و دونهما خيول
سعاد و عشق و ملاقات کیسے نصیب ہو سکتی ہے۔ جبکہ میرے اور اس کے درمیان پہاڑوں کی بلند چوٹیاں اور
نشیب و فراز عامل ہیں۔

زیادہ کیا پریشان کرے

انہ کے پیش تو غم غم دل ترسیدم کہ دل آزرده شوی ورنہ سخن بسیار است
میں نے تیرے اگے تھوڑا سا غم دل بیان کیا ہے ڈرتا ہوں کہ تو دل آزرده ہوگا ورنہ باتیں بہت ہیں۔

مکتوب نمبر ۶۶

سکرامین کی طرف صادر فرمایا:

اس بیان میں کہ چند روزہ ناپائدار زندگی پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے۔ اور اس تھوڑی سی فرصت

میں ذکر کثیر کے ساتھ جو نہایت ضروری اور اہم ہے۔ مرض قلبی کے ازالہ کی فکر کرنی چاہیے۔

مخدوم گرامی کب تک اپنے منافع نفس کی خاطر ان کے حصول میں مگر می دکھاؤ گے۔ اور کب تک اپنے اوپر
غم و غصہ کا اظہار کرو گے۔ اپنے آپ کو اور تمام دوسروں کو مژدہ اور بے جان خیال کرنا چاہیے۔ اور بے حس و حرکت
گمان کرنا چاہیے۔

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُونَ۔ بیشک آپ بھی موت کی آغوش میں جانے والے

ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں۔

نص قاطع ہے۔ اس تھوڑی فرصت میں ذکر کثیر کے ساتھ جو نہایت اہم اور ضروری ہے، مرض قلبی کے ازالہ
کا فکر مند ہونا چاہیے۔ اور باطنی مرض کا علاج رب جلیل کی یاد کے ساتھ اس تھوڑی سی مہلت میں اعظم مقاصد میں
سے ہے۔ وہ دل جو غیر حق میں گرفتار ہے اس سے خیر کی توقع کیا ہو سکتی ہے۔ وہ رُوح جو کمینہ اور حقیر دنیا کی
طرف مائل ہے نفس امارہ اس سے بہتر ہے۔ اس طرف سے سراسر سلامتی قلب۔ خلاصی رُوح کا مطالبہ اور تقاضا
ہے۔ اور ہم کوتاہ اندیش پورے طور پر رُوح و قلب کی گرفتاری کے اسباب حاصل کرنے کی فکر میں ہیں۔ معاملہ بہت
دور جا چکا ہے۔ کیا کیا جائے۔

وَمَا ظَنُّهُمْ اِنَّ اللَّهَ وَلٰكِنْ كَانُوا اَنْفُسَهُمْ
اللہ نے ان پر کوئی ظلم نہیں کیا بلکہ وہ خود ہی اپنی

یَقْبَلُونُ۔

جانوں پر ظلم کرتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ ظاہری ضعف و کمزوری کا کچھ فکر و اندیشہ نہ کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ضعف صحت و عافیت سے تبدیل ہو جائے گا۔ راقم کو اس کا اطمینان ہے۔ فقراء و محدث صاحب رضى اللہ عنہما کے پہنے ہوئے کپڑے کا آپ نے مطالبہ کیا تھا۔ پیروں بھیج دیا گیا ہے۔ اسے پہنیں اور نتائج و ثمرات کے منتظر رہیں کہ یہ پیرا بھی کثیر البرکت ہے۔۔۔

ہر کس افسانہ بخواند افسانہ است و انکہ دیدارش نقد خود مراد است
جس نے اس بات کو بے اصل حکایت قرار دیا وہ خود بے کار ہے اور جس نے اسے حقیقت جانا وہ مرد
ہر تبع ہدایت اور حضرت مصطفیٰ علیہ و علی آکہ الصلوٰت و التسلیمات کی متابعت کے پابند پر رحمت و سلامتی
کا نزول ہوتا رہے۔

مکتوب نمبر ۱۶

بروی رام ہندو کی طرف صادر فرمایا جس نے اس بلند مرتبہ گروہ کے ساتھ اخلاص کا اظہار کیا تھا۔
تمام جہانوں کے پروردگار کی عبادت کی ترغیب میں جو بے مثال و بے کیفیت ہے۔ اور ہندوؤں
کے باطل خداؤں کی عبادت سے اجتناب کرنے کے بیان میں۔
آپ کے دونوں خط ملے۔ دونوں سے فقراء کی محبت اور اس بلند مرتبہ گروہ کی خدمت میں التجا کا اظہار
ہوتا تھا۔ یہ کتنی بڑی نعمت ہے کہ کسی کو اس دولت سے فواریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ
من آنچه شرط بلاغ است با تو میگویم تو خواه از سخنم پند گیر و خواه ملال
میں نے شرط تبلیغ پوری کر دی ہے۔ آگے میری باتوں سے تو نصیحت کپڑے یا ملال محسوس کرے تیری مرضی
ابھی طرح مان اور آگاہ رہ کہ ہمارا اور تمہارا بلکہ تمام جہانوں کا آسمان ہوں یا زمینیں، جلیبیں (ملاکھ) ہوں یا
سفلیں (حیوانات) سب کا پروردگار ایک ہے۔ اور بے کیفیت و بے مثل ہے۔ وہ شبہ اور مانند سے منزہ ہے۔
شکل و مثال سے پاک و متبرک ہے۔ کسی کا باپ یا فرزند ہونا اس ذات پاک کے لئے محال ہے۔ اس کی ہمتائی اور اس جیسا
ہونا اس بات کی اس بارگاہ میں کچھ گنجائش نہیں۔ مخلوق کے ساتھ اتحاد یا اس میں ملول اس ذات سبحانہ کی شان کیلئے
عیب اور نقص ہے۔ اس جناب قدس کے لئے کسی شے میں پوشیدہ ہونا اور کسی شے میں ظاہر ہونا قبیح ہے۔ وہ
زمانہ میں نہیں کیونکہ زمانہ اس کی مخلوق ہے۔ اور وہ کسی مکان میں بھی نہیں۔ کیونکہ مکان بھی اسی کا پیدا کیا ہوا ہے۔

اس کے وجود کا آغاز نہیں۔ اور اس کی بقائی نہایت نہیں۔ جو بھی خیر و کمال ہے۔ اس ذات سبحانہ کے لئے حاصل ہے۔ اور جو بھی نقص و زوال ہے وہ اس بلند ذات سے منسوب اور دور ہے۔ پس مستحق عبادت صرف وہی بلند ذات ہے۔ اور لائق پرستش بھی وہی سبحانہ و تعالیٰ ہے۔

رام اور کرشن اور ان کی مانند اور جو ہندوؤں کے معبود ہیں سب انہی مخلوق ہیں اور انہیں ماں باپ نے جنا ہے۔ رام جنت کا بیٹا ہے۔ اور لکھمن کا بھائی۔ اور سیتا عورت کا شوہر ہے۔

جب رام اپنی بیوی کی نگہداشت نہ کر سکا بلکہ راون اس سے چھین کر لے گیا، تو وہ دوسرے کی کیا مدد کرے گا۔ عقل و دراندیش سے کام لینا چاہیے۔ ان کی تقلید نہیں کرنی چاہیے۔ ہزاروں درجے شرم و عار کی بات ہے کہ کوئی تمام جہانوں کے پروردگار کو رام یا کرشن کے نام سے یاد کرے۔ یہ تو اس طرح ہے کہ کوئی عظیم الشان بادشاہ کو کمترین خاکروب کے نام سے یاد کرے۔ رام اور رجن کو ایک خیال کرنا نہایت ہی بے عقلی کی بات ہے۔ خالق اور مخلوق یکساں نہیں ہو سکتے۔ اور بے مثل ذات ممکن کے ساتھ متحد نہیں ہو سکتی۔ رام اور کرشن کی پیدائش سے قبل پروردگار عالم کو رام و کرشن نہیں کہتے تھے۔ ان کے پیدا ہونے کے بعد کیا ہوا کہ رام اور کرشن کا نام اس ذات سبحانہ و تعالیٰ پر پڑے ہیں۔ اور رام اور کرشن کی یاد کو پروردگار کی یاد قرار دیتے ہیں۔ عا شا و کلا ثم عا شا و کلا و خدا کی پناہ پھر خدا کی پناہ۔

ہمارے پیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام قریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار گزرے ہیں۔ انہوں نے مخلوق کو خالق کی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کیا ہے۔ اور اپنے آپ کو اس کا بندہ عاجز سمجھا ہے۔ اور وہ اس ذات تعالیٰ کی ہیبت و عظمت سے ڈرتے اور لرزتے رہے ہیں۔ اور ہندوؤں کے خداؤں نے مخلوقات کو اپنی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ اور اپنے آپ کو الہ جانا ہے۔ اور اگرچہ وہ پروردگار کے قائل ہوئے ہیں لیکن اس کا اپنے اندر حلول و اتحاد بھی ثابت کیا ہے۔ اور اسی بنا پر مخلوق کو اپنی عبادت کی ترغیب دی ہے۔ اور اپنے آپ کو معبود گردانا ہے۔ اور بے تحاشا حرام چیزوں کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اس گمان میں کہ اللہ معبود کے لئے کوئی شے منوع نہیں۔ اپنی مخلوق میں جس طرح چاہیے تصرف کرے۔ یہ لوگ اس قسم کے بے شمار تخیلات فاسدہ رکھتے ہیں۔ یہ لوگ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ بخلاف ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کہ جس چیز سے انہوں نے مخلوق کو روکا ہے اس سے خود بھی اکمل و اتم طریقہ پر باز رہے ہیں۔ انہوں نے دھج و تواضع کے تحت اپنے آپ کو بھی دوسرے لوگوں کی طرح انسان ہی کہا ہے۔ مصراع

بہیں تفاوت راہ کجاست تا کجا
دیکھو راستے میں کس قدر فرق ہے۔

مکتوب نمبر ۱۶۸

مخدوم زادہ امکنی یعنی خواجہ محمد قاسم کی طرف صادر فرمایا:

سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے بلند مرتبہ ہونے اور اس جماعت کے حال کی شکایت کے بیان میں جنہوں نے اس طریقہ شریف کے ساتھ کئی طرح کی محدثات اور مخترعات لاسحق کر دی ہیں اور اس کے مناسب امور کے بیان میں۔

الحمد للہ رب العالمین والسلام علی سید المرسلین وآلہ الطاہرین اجمعین۔ بعد دعوات کثیرہ اور تحیات نامحصورہ بحالی جناب خواجہ مشائخ کرام نتیجہ اولیاء عظام حضرت مخدوم زادہ راہ حق پر مستقیم اللہ تعالیٰ اسے سلامتی اور عروج و رازعطا کرے اشتیاق و آرزو مندی کا اظہار کرتا ہے۔ شعر
کیف الوصول الی سعاد و دونہا قتل الجبال و دونہن خیفوت
سعاد معشوقہ کا وصال کس طرح ممکن ہے۔ جبکہ میرے اور اس کے درمیان پہاڑوں کی اونچی چوٹیاں اور شیبے فراز
حائل ہیں۔

حضرت مخدوم زادہ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اس بلند طریقہ کی بلندی اور طبقہ نقشبندی کی رفعت التزام سنت اور بدعت سے اجتناب کے باعث ہے۔ اس لئے اس بلند طریقہ کے اکابر نے ذکر جبر سے اجتناب فرمایا ہے۔ اور ذکر قلبی کی تلقین کی ہے۔ اور سماع، رقص، وجد و تواجید سے جو آنسرو علی الصلوٰۃ والسلام اور خلفائے راشدین علیہم الرضوان کے زمانہ میں نہیں تھا، منع کیا ہے اور خلوت نشینی اور چمکشی جو زمانہ صحابہ میں نہیں تھی اس کے بجائے خلوت و انجمن کو اختیار کیا ہے۔ تو لازماً اس التزام و پابندی پر نتائج عظیمہ مرتب ہوئے ہیں۔ اور بدعت سے بچنے پر ثمرات کثیرہ حاصل ہوئے ہیں۔ اسی بنا پر یہ بات ہے کہ دوسروں کی نہایت ان کی ہدایت میں درج ہے۔ اور ان کی نسبت دوسروں کی نسبتوں سے فائق و اعلیٰ ہے۔ ان کا کلام امراض قلبیہ کے لئے دوا اور ان کی نظر علل معنویہ سے شفا بخشی ہے۔ اور ان کی اعلیٰ توجہ طالبوں کو کوئین کی گرفتاری سے نجات عطا کرتی ہے۔ اور ان کی بلند ہمت مریدوں کو پستی امکان سے بلندی و سرب تک پہنچاتی ہے۔

اے آپ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیرو مشد حضرت خواجہ محمد باقی رحمۃ اللہ علیہ کے مشد حضرت خواجہ امکنی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے ہیں۔

نقشبندیہ عجب قافلہ سالار اند
کہ ہر اندازہ پہنچاں بھرم قافلہ را
از دل سالک راہ جافز صحبت شاک
بر دوسوہ خلوت و شکر چلہ را
نقشبندی بزرگ عجب قافلہ سالار ہیں جو پوشیدہ راستے سے قافلے کو حرم تک پہنچا دیتے ہیں۔ سالک راہ کے
دل سے ان کی صحبت کا جاذبہ دوسوہ خلوت اور فکر چلہ کو مشا دیتا ہے۔

لیکن اس زمانہ میں کہ نسبت شریفہ سنفا سے نایاب کی طرح ہو چکی ہے۔ اور اپنا چہرہ پوشیدگی میں چھپا چکی ہے
اسی طبقہ کی ایک جماعت نے اس دولت عظمیٰ اور نعمت قصوری کے حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ہر طرف ہاتھ پاؤں
مارے ہیں اور ان نفیس موتیوں کے عوض چند ٹھیکریوں پر خوش ہو چکے ہیں۔ اور بچوں کی طرح اخروٹ و منقا کے ساتھ
آرام پذیر ہو چکے ہیں۔ انتہائی اضطراب و حیرانی کے باعث اکابر کا طریقہ چھوڑ کر کبھی ذکر جہر سے قطع کر دیتے ہیں اور
کبھی سماع و رقص سے آرام حاصل کرتے ہیں۔ اور انہی میں ان کو خلوت میں نہ رہنے آتی تو انہوں نے چالیس روزہ خلوت
کے چنے اختیار کئے۔ عجب تر بات یہ ہے کہ ان بدعات کو اس نسبت شریفہ کا متوہم نہ کر لیا کرتے ہیں۔ اور اس نخریہ
کو عین تعمیر شمار کرتے ہیں حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ ان کو انصاف کی توفیق عنایت کرے۔ اور ان کے کمالات کا ایک
شتمہ ہی ان کی جانوں کے دماغ تک پہنچائے۔ آج اور ص کی برکت اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور انکی آل پاک
کی حرمت کے صدقہ سے اور جبکہ ان بدعات و محدثات نے جو اس علاقہ میں پھیل چکی ہیں۔ اس مذہب اکابر کے اصل
طریقہ کو پوشیدہ کر دیا ہے۔ اور وہاں کے ہر شریف و کبیر نے نئی اور جدید وضع اختیار کر لی ہے۔ اور اصل اور
قدیم راستہ سے روگردان ہو چکے ہیں۔ دل میں گزرا کہ اس کا کچھ تصور اما جزا اس بلند آستانہ کے خادموں کی خدمت
میں اظہار کرے۔ اور اس وسیع و بہانہ سے اپنے دروہل کو باہر پھینکے۔ مجھے معلوم نہیں کہ مخدوم زادہ کی مجلس میں
کونسا گروہ ہوتا ہے۔ اور کونسا محفل کون سا فرقہ ہے۔

خواہم بشتادہ دیدہ دریں مشکوٰۃ سوز
کا غوش کہ شد منزل و آسائش خواہت
اس جگہ سوز فکر میں میری نیند اُڑ گئی ہے کہ تیری منزل اور تیری آسائش بھری نیند کا مقام کس کی آغوش
میں ہے۔

اللہ سبحانہ سے التماس ہے کہ وہ آپ کی جناب قدس کو اس ہر جگہ پھیلی ہوئی دبا سے محفوظ رکھے۔ اور اس ابتلا و
آزمائش سے متاثر نہ ہونے سے آپ کے آستانہ شریف کو بچائے۔

ہمارے مخدوم و کرم لوگوں نے اس طریقہ عالمی میں نئی نئی باتوں کو اس قدر رواج دے دیا ہے۔ کہ اگر مخالف
لوگ یہ کہیں کہ اس طریقہ میں تو بدعت کی پابندی اور سنت سے اجتناب ہے۔ تو انہیں یہ کہنے کی گنجائش ہے۔ نماز
تہجد کو جمعیت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور اس بدعت کو سنت تراویح کی طرح مسامحہ میں ادا کرتے ہیں اور رفق

بخشتے ہیں۔ اور اس عمل کو نیک خیال کرتے ہیں۔ اور دوسرے لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے ہیں۔ حالانکہ فقہاء عظام فقہانہ تعالیٰ سعیدہم نے اسے مکروہ تحریمیہ کہا ہے۔ اور جن فقہانے کراہت کے لئے تداعی کو شرط قرار دیا ہے۔ وہ بھی اس نفل نماز کی جماعت کے جواز کو ایک گوشہ مسجد کے ساتھ مقید کرتے ہیں۔ اور تین سے زیادہ افراد کے اجتماع کو فقہانے بالاتفاق مکروہ کہا ہے۔ نیز اس طرح نماز تہجد کو تیرہ رکعت شمار کرتے ہیں کہ بارہ رکعت کھڑے ہو کر ادا کرتے ہیں اور دو رکعت بیٹھ کر ادا کران دو کو ایک کا حکم دیتے ہیں۔ یہ بات انہوں نے اس سے نکالی ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے سے نصف ثواب ملتا ہے۔ لیکن یہ علم و عمل بھی سنت کے خلاف ہے۔ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التبیہ حضرت پیغمبر نے جو تیرہ رکعت ادا فرمائی ہیں وہ وتر کے ساتھ ادا فرمائی ہیں اور رکعات تہجد کا طاق ہونا وتروں کی رکعات کے طاق ہونے سے پیدا ہوا ہے۔ اس طرح نہیں جو ان لوگوں کا گمان ہے۔

انہ کے پیش تو گفتہ غم دل تر سیدم کہ دل آزرہ شوی ورنہ سخی بسیار راست ترجمہ: میں نے تھوڑا سا غم دل تیرے آگے بیان کیا ہے۔ میں ڈرتا ہوں کہ تو دل آزرہ ہو گا ورنہ ہاتھ بہت ہیں۔ عجب ہے کہ ماور النہر کے شہروں میں جو علماء حق کامر نہ ہیں اس قسم کی بدعات رواج پا چکی ہیں اور اس طرح کی نئی نئی باتیں شائع اور عام ہو چکی ہیں۔ حالانکہ ہم فقیروں نے علوم شرعیہ کو ان ہی علماء کی برکات سے استفادہ کیا ہے۔ اور کرتے ہیں اور اللہ سبحانہ درست بات دل میں ڈالنے والا ہے۔ اللہ سبحانہ ہمیں اور تمہیں شریعت مصطفویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام و التبیہ کے راستے پر ثابت رکھے اور جو بندہ اس پر آمین کہے اسے بھی اللہ اپنی رحمت سے نوازے۔

مکتوب نمبر ۱۶۹

شیخ عبدالعزیز سلطان پوری کی طرف صادر ہوا۔

ایک مرید کے حال کے متعلق اس کے ایک سوال کے جواب میں۔ جس مرید نے اپنے پیر سے کہا تھا کہ اگر میرے خاص وقت میں جو مجھے حق سبحانہ کے ساتھ نصیب ہوتا ہے تو بھی اگر درمیان میں آئے تو سر تن سے جدا کر دوں۔ پس نے اس کی اس بات کو پسند کیا اور اپنے معاملے میں لے لیا۔

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ الطاہرین اجمعین۔ آپ کا مراسلہ شریفہ اور لطف و مہربانی سے بھرپور گرامی نامہ جو کرم نوازی کے طور پر آپ نے

بھیجا تھا موصول ہوا اور فرحت و خوشی کا موجب ہوا ایک بات آپ نے پوچھی تھی۔ مخدوم گرامی مقصد اعلیٰ اور
بلند مطلب جناب قدس خداوندی جل سلطانہ کی جناب تک پہنچنا ہے لیکن جبکہ طالب ابتداء میں ادھر ادھر کے مختلف
تعلقات کے باعث کامل میل کچیل اور پستی میں ہے اور اس ذات تبارک و تعالیٰ کی جناب قدس نہایت پاکیزگی اور
بلندی میں اور وہ مناسبت جو فیض دینے اور فیض لینے کا سبب ہے طالب و مطلوب کے درمیان مفقود ہے تو
ضروری طور پر راہ جاننے والے اور راہ دیکھنے والے پروردگار کے بغیر چارہ نہیں جو بیچ میں واسطے کا کام دے اور
دونوں طرف سے وافر حصہ رکھتا ہو۔ تاکہ طالب کے مطلوب تک پہنچنے کا ذریعہ بنے اور جس قدر طالب کو مطلوب
کے ساتھ مناسبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پیر مکمل طور پر اپنے آپ کو درمیان سے نکال لیتا ہے۔ اور طالب کو مطلوب
کے ساتھ اپنے واسطہ کے بغیر واصل کر دیتا ہے۔ پس ابتداء اور درمیان میں مطلوب کو پیر کے آئینہ کے بغیر نہیں دیکھا
جاسکتا اور انتہا میں آئینہ پیر کے واسطے کے بغیر ہی مطلوب کا جمال جلوہ گر ہو جاتا ہے۔ اور بالکل برہند و وصل حاصل
ہو جاتا ہے۔ اور اس نے جو یہ کہا کہ پیر بھی اگر حاضر ہو تو سرتن سے جدا کر دوں مگر کے باعث کہا۔ اور باب استغاثت
ایسی بات نہیں کہتے اور بے ادبی کے راستے پر نہیں دوڑتے اور مردوں کو پیر کی برکات سے تلاش کرتے ہیں۔

والسلام

مکتوب نمبر ۱۱

شیخ نور کی طرف لکھا گیا،

اس بیان میں کہ جس طرح آدمی کے لئے حق جل و علیٰ کے اوامر و نواہی کی فرماں برداری ضروری ہے
اسی طرح مخلوق کے حقوق ادا کرنا اور ان کی ہمدردی کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اور اس کے مناسب
امور کے بیان میں۔

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى۔ اے ہدایت راہنما آدمی کے لئے جس طرح حق جل و علیٰ
کے احکام کی فرماں برداری اور جن باتوں سے اُس نے روکا ہے۔ اسے رکھنا ضروری ہے اسی طرح مخلوق کے حقوق
کی ادائیگی اور ان سے ہمدردی کا سلوک کرنا بھی ضروری ہے۔

التعلیم لامر الله والشفقة على خلق الله کے احکام کی تعظیم یعنی ان کی بجا آوری اور
اللہ کے مخلوق کے ساتھ مہربانی اور شفقت کا سلوک

لے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ۔ مکمل علی قاری۔